امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 4 رمضان المبارک 1436ھ بمطابق جولائی 2015ء شمارہ 5

شاندار فتوحات اور بڑی سیاسی کامیابیاں

محترم ابوبکر البغدادی کے نام امارت اسلامیہ افغانستان کے رہبری شوری کا خط

عزم امارت اسلامی کی سیاسی اور فوجی کامیابی کا شاندار مظہر

امارت اسلامیہ کی نئی سیاسی وعسکری کامیابیاں

پنج شیر تک فتوحات کا تسلسل

وارسا کے قبرستان میں نیٹو کے خام خیالات

افغانستان میں بڑے پیمانے پر عیسائیت کی تبلیغ

عزم آپریشن نے بغلان میں انقلاب برپا کردیا ہے۔

بغلان کے گورنر ملا محمد اسمعیل سے گفتگو

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاث من اصل الایمان، الکف عن من قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعملٍ، والجهاد ماض مذ بعثنی اللہ الیٰ ان یقاتل اخر هذہ الامة الدجال، لا یبطله جور جائر ولا عدل عادل، والایمان بالاقدار۔ [رواہ ابوداؤد]

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں اصول اسلام میں داخل ہیں، ایک یہ کہ جو شخص کلمہ لا الہ الا اللہ کا قائل ہو اس کے بارے میں زبان کو روکا جائے [یعنی] کسی گناہ کی وجہ سے اس کی تکفیر نہ کیجائے اور کسی بد عمل کی وجہ سے اس کو خارج از اسلام قرار نہ دیا جائے، دوسری چیز [اصول اسلام میں سے] جہاد ہے وہ اس وقت سے جاری ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا اور اس آخری زمانہ تک جاری رہے گا جب کہ اس امت کا آخری طبقہ دجال سے جنگ کرے گا، کسی ظالم حکمران کا ظلم اور عادل حکمران کا عدل اس کو ختم نہیں کرے گا۔ اور [اصول اسلام میں سے تیسری چیز] تقدیر پر ایمان لانا ہے۔ [ابوداؤد]

فرمان امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

امارت اسلامیہ جس طرح اسلامی نظام کے نفاذ کو دنیا اور آخرت کی بھلائی کا ضامن سمجھتی ہے اسی طرح اسی نظام کے استقلال، پائیداری اور مضبوطی کو ملک وملت کی مضبوطی، معاشی استحکام، سائنس، ٹیکنالوجی، انسانی علوم، اور دیگر جدید مثبت کامیابیوں کے حصول اور ترویج کے لیے زندگی کا جز لاینفک سمجھتی ہے۔ اس حوالے سے امارت اسلامیہ کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا جاتا ہے یا تعلیم کی مخالفت کا جو الزام لگایا جاتا ہے ہم اس کی سختی سے تردید کرتے ہیں۔ ہم علوم کے سیکھنے کو ایک دینی فریضہ سمجھتے ہیں اور حدود شریعت کے اندر رہتے ہوئے مردوں اور عورتوں کے حق میں اسلام کے دیے ہوئے اس حق کے قائل ہیں اور عملی طور پر خود کو اس کے لیے تیار پاتے ہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 4 رمضان المبارک 1436ھ بمطابق جولائی 2015ء شمارہ 5

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

نمبرشمار	عنوان	صفحہ
1	شاندار فتوحات اور بڑی سیاسی کامیابیاں	2
2	محترم ابو بکر البغدادی کے نام امارت اسلامیہ افغانستان کے رہبری شوری کا خط	3
3	عزم امارت اسلامی کی سیاسی اور فوجی کامیابی کا شاندار مظہر	7
4	برما کے مظلوم مسلمان!!	9
5	بغلان کے گورنر ملا محمد اسمعیل سے گفتگو	10
6	مرسی کی سزائے موت اور مصر کا مستقبل	13
7	جارح فوجی اور عوام کا قتل عام	18
8	یمن میں انسانی المیہ اور سعودی عرب کے لیے کرنے کے کام	19
9	امارت اسلامیہ کی نئی سیاسی وعسکری کامیابیاں	23
10	پنج شیر تک فتوحات کا تسلسل	24
11	شہید مولوی نسیم اللہ کی زندگی اور کارناموں پر ایک نظر	26
12	وارسا کے قبرستان میں نیٹو کے خام خیالات	29
13	افغانستان میں بڑے پیمانے پر عیسائیت کی تبلیغ	30
14	کاش یورپی یونین کا حصہ نہ ہوتے	32
15	مفکر کی ایک اور حماقت۔۔۔!!!	33
16	تم ہی تو غم ہمارا ہو	35
17	جنگی جرائم [مئی 2015]	36
18	افغانستان مئی 2015 میں:	37
19	شعبان المعظم کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول	44

مدیر اعلیٰ
ولید افغان

نائب مدیر
شمس ابدالی

مجلس مشاورت
ملا اسد افغان
ہارون بلخی
اکرم تاشفین
محمد فرہاد جانباز
سیف العادل احرار

ڈیزائننگ
مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ: 30 روپے
سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک..........40 ڈالر
سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات..........30 ڈالر
بنگلہ دیش..........28 ڈالر

www.shahamat-urdu.com
shariatmagazine@yahoo.com
www.twitter.com/shariatmagazine
www.facebook.com/shariatmagazine

مدیر اعلیٰ اداریہ

شاندار فتوحات اور بڑی سیاسی کامیابیاں

اس سال آمد بہار کے ساتھ دین وملت کی دفاع اور صلیبی دہشت گرد قابضین سے آزادی کی راہ میں موثراور قوی اقدامات اٹھانے اور خارجی وداخلی دشمن پر کاری ضربیں لگانے کے لئے امارت اسلامیہ کی طرف سے عزم کے نام سے جو بہار آپریشن مضبوط ارادوں اور بلند مورال کے ساتھ ملک کے کونے کونے میں شروع ہوا ہے، ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ ان مقدس جہادی کارروائیوں کی برکت سے دارالخلافہ سمیت پورے ملک کا ہر ہر حصہ خارجی قابض قوتوں اور ان کی کٹھ پتلیوں کے لئے کانٹوں کا سیج بن کر رہ گیا ہے گویا کہ "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن"۔

تاریخ گواہ ہے کہ افغانستان کی مجاہد اور بہادر ملت، افغانستان پر یلغار کرنے والی ہر طاقت کے مقابلے میں اپنی وحدت کا اظہار کرتے ہوئے سد سکندر ثابت ہوئی ہے اور اپنی ایمان وآزادی پسند طبیعت کے بل بوتے پر دشمن کو ایسی کمر توڑ ضربیں لگائیں ہیں کہ یلغار کرنے والی قوم کے بڑے بڑے سر، زمین بوس اور امیدیں خاک میں مل گئیں ہیں۔

عزم کے نام سے جاری آپریشن میں افغان مجاہدین نے اپنے آباواجداد کی تاریخ کو اس شان وشوکت سے دہرایا ہے کہ دشمن کے سارے محلات میں زلزلہ برپا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عزم آپریشن کے نتیجے میں قندوس سے لے کر نورستان اور بدخشان سے لے کر ہلمند تک بڑے بڑے وسیع علاقے اور مکمل ضلعے مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہورہے ہیں۔ سچی بات یہی ہے کہ یہ بہت بڑی اور شاندار تاریخی فتوحات ہیں۔

شائد یہ بات زبان پر ہلکی ہو لیکن حقیقت میں یہ بہت بڑی اور نہ صرف افغانوں بلکہ دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی امید افزا اور خوشی کی بات ہے کہ امریکہ کی سربراہی میں صلیبی قوتیں اور ان کی کٹھ پتلیاں دنیا کی جدید ٹیکنالوجی اور جدید جنگی وسائل کے باوجود وسائل کے لحاظ سے کمزور اور تعداد کے لحاظ سے کم طالبان مجاہدین کو اپنے ماتحت علاقوں پر قبضہ کرنے سے نہ روک سکے۔

بیرونی غاصبین اور ان کی کٹھ پتلیوں نے دنیا کے دل ودماغ میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی تھی کہ امارت اسلامیہ کا اثر رسوخ افغانستان کے جنوبی اور مشرقی اطراف تک محدود ہے۔ شائد یہی وجہ تھی کہ دشمن شمالی زون کو اپنے لئے محفوظ ٹھکانہ اور پناہ گاہ سمجھتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا جھوٹ رواں برس جاری آپریشن میں مزید کھل کر سامنے آگیا اور دنیا نے دیکھا کہ اس سال مجاہدین کو زیادہ تر فتوحات اسی شمالی زون میں حاصل ہوئیں۔ اور یہ مجاہدین کی وہ بڑی کامیابی ہے جس کا اعتراف مورال باختہ دشمن کے بڑے بڑے رہنما بھی کر چکے ہیں اور بڑے ہی واضح الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ "ملک کے اہم مقامات پر طالبان کا قبضہ بڑے خطرے کی بات ہے"۔

دراصل مجاہدین کی یہ فتوحات اتنی واضح اور اظہر ہیں کہ خارجی اور داخلی دشمن ان پر کسی قسم کا پردہ ڈالنے اور عوام کو اس بارے میں گمراہ کرنے سے عاجز ہیں، چونکہ ان فتوحات سے دنیا بھر میں دشمن کی بڑی جگ ہنسائی ہوئی ہے اس لئے وہ اپنا بھرم رکھنے کے لئے جھوٹے دعوے کرتا ہے کہ ہم نے طالبان سے وہ علاقے واپس لے لئے ہیں لیکن اہل علاقہ کی طرف سے ان کے دعوؤں کی سخت تردید کی وجہ سے دشمن کا یہ حربہ بھی ناکام ہو رہا ہے۔

انتہائی کم عرصہ میں مجاہدین کی ان بڑی فتوحات اور دشمن کی شکست فاش کے بعد مبصرین یہ کہتے ہیں کہ بیرونی غاصبوں سے اہل وطن کی نفرت اور کٹھ پتلی ادارے پر عدم اعتماد انتہائی حد تک پہنچ چکا ہے جبکہ ان کے مقابلے میں پورے ملک میں عوام کھلے دل سے امارت اسلامیہ کے ساتھ تعاون کر رہی ہے۔ اور یہی حقیقت ہے اس لئے کہ اتنی بڑی فتوحات کا حصول اللہ تعالیٰ کے فضل اور عوام کے جانی ومالی تعاون کے بغیر کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟

امارت اسلامیہ کے ساتھ عوامی تعاون اور کٹھ پتلی ادارے پر عدم اعتماد اب اس قدر واضح اور روشن ہو چکا ہے کہ اب دنیا کے لئے اس سے آنکھیں بند کرنے کی گنجائش نہیں رہی اور وہ عملی میدان میں اس اعتراف پر مجبور ہے کہ قوم کو صرف اور صرف امارت اسلامیہ پر اعتماد ہے اور قوم صرف امارت اسلامیہ کو اس بات کا حقدار سمجھتی ہے کہ وہ ملک وقوم کی نمائندگی کرے اور افغانستان کے مسائل کے حل کے لئے ان کی طرف رجوع کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اب طالبان قائدین کو پگواش اور اوسلو میں ہونے والے جیسے عالمی کانفرنسز میں بلایا جانے لگا ہے۔ سیاسی امور کے ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ عسکری میدان کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں امارت اسلامیہ کی ایک بڑی کامیابی اور جانب مخالف کی سیاسی اور اخلاقی شکست ہے۔

پہلے امارت اسلامیہ کی اس جیسی کامیابیوں پر ظاہری دشمن اور آستین کے سانپ، افغان قوم اور ملت اسلامیہ کو طالبان مجاہدین سے بدظن کرنے کے لئے طرح طرح کے جھوٹے پروپیگنڈے کیا کرتے تھے کبھی کہتے کہ طالبان اپنے موقف سے ہٹ گئے ہیں، کبھی کہتے طالبان نے اپنے جہادی اہداف کو چھوڑ دیا ہے یا اس جیسی دیگر باتیں۔ لیکن اس سیاسی کامیابی پر جبکہ عسکری میدان میں بھی کامیابیاں مجاہدین کے قدم چھوم رہی ہیں اور بڑی فتوحات سامنے آرہی ہیں دشمن کی زبانوں کو تالہ لگ گیا ہے۔ اور وہ کسی پروپیگنڈے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ بیرونی غاصبین اور ان کی کٹھ پتلیوں نے عوام کو بہت تنگ کیا، ان پر ظلم وستم کئے اور قتل وغارت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا لیکن اپنے غلام میڈیا کے ذریعے الزام طالبان کے سر ڈال کر خود صاف بچ نکل جاتے تھے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر امارت اسلامیہ نے دنیا کو حقائق سے باخبر رکھنا انتہائی ضروری سمجھا تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں مجاہدین کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہ رہے۔ امارت اسلامیہ پگواش اور اوسلو جیسے ہر عالمی سٹیج سے یہ فائدہ اٹھانا اپنے لئے غنیمت سمجھتی ہے۔ اسی ارادے سے امارت اسلامیہ کے نمائندے ہر کانفرنس میں شریک ہوئے ہیں اور آئندہ بھی اسی طرح شریک ہوتے رہیں گے۔

الحمدللہ! اب دشمن کے تمام ترپروپیگنڈے ناکام ہو چکے ہیں، قوم اور مسلمان ملت اب سو فیصد مطمئن ہے کہ عالمی سطح پر کی جانے والی اس قسم کی کوششوں اور سرگرمیوں کا دنیا کو حقائق سے باخبر رکھنے اور اپنا موقف بیان کرنے کے علاوہ اور کوئی مقصد وہدف نہیں۔ طالبان نہ اپنے موقف سے ہٹے ہیں، نہ ہی اپنے عالی اہداف پر کسی قسم کی سودابازی کی ہے اور نہ ہی آئندہ کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

محترم ابوبکر البغدادی کے نام

امارت اسلامیہ افغانستان کے رہبری شوری کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ معز التوحید وأهله، ومذل الشرك وحزبه، وأشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له في ربوبيته وألوهيته وأسمائه وصفاته، وأشهد أن نبينا محمدا عبده ورسوله، اللهم صل وسلم وبارك عليه وعلى آله وأصحابه وبعد:

انتہائی قابل قدر ابو بکر البغدادی اور آپ کی قیادت میں امریکی جارحیت کے خلاف صف آراء تمام مجاہدین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں تمام مجاہدین کو کامیابی عطا فرمائے اور اللہ تعالی کے مبارک احکامات پر کاربند رہنے اور اعتصام بحبل اللہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

جناب عالی! افغانستان اسلام کے مقدس دین کے ظہور کی پہلی صدی سے اب تک اسلام کا مضبوط قلعہ رہا ہے اور جزیرۃ العرب کے بعد براعظم ایشیا میں اسلام کی اشاعت اور پھیلاؤ کا سب سے اہم مرکز ثابت ہوا ہے۔

معاصر جہادی دور کے عالمی ہیروز امام المجاہدین شیخ عبد اللہ عزام، قائد المجاہدین شیخ اسامہ بن لادن، قاہر الصلیبیین ابو مصعب الزرقاوی اور قاہر الملحدین خطاب رحمہم اللہ جمیعا سب کو افغانستان کے جہادی مدرسے کے تلمذ کا فخر حاصل تھا۔

جس عزم سے شروع سے مجاہدین نے انگریزوں، روسیوں اور موجودہ دور کے امریکیوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا اور اسلام کے لیے قربانیاں دیں امارت اسلامیہ اور افغان عوام نے اس راہ میں ناقابل فراموش قربانیاں دیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ آج ایک بار پھر جارحیت پسند صلیبیوں کے خلاف مقدس جہاد کامیابی کی دہلیز پر ہے۔ امریکا اور اس کے کفار ساتھی اکثریت فرار ہو چکے ہیں۔ مجاہدین دن بدن وسیع علاقوں کو اپنے زیر نگین کر رہے ہیں۔ رواں سال 1436ھ میں اور بھی کامیابیوں کی امید رکھتے ہیں تاکہ دشمن کے بقیہ جات کا بھی صفایا کیا جاسکے۔ انشاء اللہ، وما ذلک علی اللہ بعزیز

گرامی قدر! افغانستان پر امریکا کی قیادت میں کفری جارحیت کا ایک بنیادی سبب یہاں سے ایک ایسی اسلامی حکومت کا خاتمہ بھی تھا جو قرآن وحدیث کے احکامات کے مطابق اہل سنت والجماعت کے روشن ہدایات کی بنیاد پر قائم کی گئی تھی۔ جس میں تمام حکومتی ارکان کی جانب سے پورے حکومتی نظم ونسق میں ان احکام کا اجراء فرض قرار دیا گیا تھا، مشرکانہ اور کمیونسٹ افکار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا گیا اور تمام بدعات اور خرافات کا خاتمہ کیا گیا۔

اس طرح کا شفاف اسلامی نظام امریکا سمیت پورے عالم کفر کے لیے قابل برداشت

نہ تھا یہی وجہ تھی کہ مختلف بہانے بناکر بالآخر اس پر وحشیانہ حملہ کر دیا۔

افغانستان کے مسلمان عوام نے امارت اسلامیہ کی قیادت میں جس کی سربراہی امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد) ادام اللہ حیاتہ (کر رہے ہیں انتہائی شجاعت سے جارح قوتوں کے خلاف جہادی صفیں تشکیل دیں اور 13 سال تک مسلسل جارح قوتوں سے افغانستان کی آزادی اور اسلامی نظام کی حاکمیت کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں۔

صلیبیوں کے خلاف امارت اسلامیہ کی جہادی پالیسی کی وہ ایک خاص بات جس کا تذکر خصوصیت کے ساتھ آپ کے حضور میں کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ امارت اسلامیہ نے عالمی کفر کے خلاف ہمیشہ سے جہادی صف کے اتحاد اور اسے مرصوص اور مضبوط رکھنے پر زیادہ توجہ مرکوز رکھی اور اب بھی اسی کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔

کیوں کہ سوویت یونین کی جارحیت کے دور میں جہادی صفوں کی فرقہ بندیوں کے مضر اثرات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں جس کے نتیجے میں افغانستان کے 14 سالہ جہاد اور ڈیڑھ ملین شہداء کے خون کے ثمرات ضائع ہوگئے۔ اور امت مسلمہ کی وہ تمام امیدیں خاک میں مل گئیں جو اس جہاد سے وابستہ تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبارک ارشاد کے مطابق جس میں آپ نے فرمایا {لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ} رواہ البخاری برقم ۸۳، ومسلم برقم ۷۶۹۰.

امارت اسلامیہ افغانستان میں جہادی صف کے اتحاد پر اس لیے اصرار کرتی ہے کیوں کہ جہادی صف کو متحد و مرصوص رکھنا مامور بہ عمل ہے اور اس حوالے سے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ (۴) الصف.

ایک اور جگہ صریح نص کے ساتھ قرآن کریم مسلمانوں کو تنازعہ، تفرقہ اور آپس کے اختلافات سے منع کرتا ہے اور حکم دیتا ہے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (۴۶) الانفال

امارت اسلامیہ درجہ بالا قرآنی نصوص کی تعمیل، سابقہ جہادی تجربات اور اپنے معاشرے اور ماحول کو جانتے ہوئے یہ سمجھتی ہے کہ افغانستان میں جہادی صفوں کی تعداد میں کثرت نہ جہاد ہے اور نہ اس میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ ہے۔

کیوں کہ افغان معاشرے کی یہ خاصیت رہی ہے کہ یہ ہمیشہ سے اندرونی اختلافات اور جنگوں کا شکار رہا ہے۔ قیادت ایک ہو تب ہی ان اختلافات کا احتمال ختم ہو سکتا ہے

امارت اسلامیہ نے اب تک اندرونی اختلاف اور تفرق کے سارے فتنے وحدت الصف کے ذریعے ناکام بنائے ہیں اب اگر یہاں امارت اسلامیہ کے ساتھ ساتھ ایک اور جہادی صف یا دوسری قیادت قدم جمانے کی کوشش کرے گی تو اس سے لامحالہ اختلافات اور تفرقہ کے فتنوں کے لیے راہ ہموار ہوگی۔ اسی لیے امارت اسلامیہ افغانستان میں ہونے والی تمام جہادی کارروائیوں کے امارت کے زیر قیادت ہونے کے ساتھ ساتھ ذیل کے نکات پر اصرار کرتی ہے"

1: چونکہ اسلامی صف کا ایک ہونا ایسا عمل ہے جس کا باقاعدہ قرآن پاک میں حکم دیا گیا ہے اور کفار کے ساتھ قتال اور مقابلے کی حالت میں یہ اور بھی زیادہ ضروری امر ہے اس لیے افغانستان میں جارح امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کے خلاف جہاد ایک پرچم، ایک قیادت اور ایک حکم کے تحت ہونا چاہیے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی قیادت ملک کے 1500 علماء) شوری اہل حل وعقد (کے شرعی انتخاب اور بیعت کی بنیاد پر متعین کی گئی اور الشیخ حمود بن عقلاء الشعیبی رحمہ اللہ جیسے اسلامی دنیا کے مشہور فقہی علماء اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ جیسے مشہور جہادی قائدین نے اس شرعی امارت کی تائید اور بیعت کی۔ امارت اسلامیہ اب تک اپنے اسی اسلامی موقف پر مضبوطی سے کھڑی ہے، پوری دنیا میں اہل سنت والجماعت کے تمام پیروکاروں کی ہمدردی اس کے ساتھ ہے۔ کسی کو امارت اسلامیہ کے معاملات میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ملی، ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے افغانستان میں نئے متوازی صف کے قیام کی نہ شرعاً کوئی ضرورت ہے اور نہ عقلاً۔

2: شریعت اور عقل سلیم کی بنیاد پر مسلمان اس بات کے مکلف ہیں کہ اپنے اسلامی معاشرے کے تمام اعلی شرعی اور دنیاوی مصالح کے لیے وہی راستہ اختیار کریں جو ان کے تحفظ اور مضبوطی کا باعث بنے، امارت اسلامیہ اپنی تمام تر شرعی اور دنیوی مصلحت وحدت الصف میں دیکھتی ہے اور دوسرے ناموں اور جھنڈوں سے یہاں الگ کارروائیاں اسلام، مسلمانوں اور جہادی مصالح کے خلاف سمجھتی ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان دینی اخوت کے مطابق آپ کا بھلا چاہتی ہے اور آپ کے معاملات میں عدم مداخلت کی سوچ اور اسی کی آرزو رکھتی ہے۔ اور اس کے بالمقابل آپ سے اسی طرح کے رویے کی امید اور اسلامی اخوت کے رشتے کی وجہ سے صرف اور صرف خیر کی توقع رکھتی ہے۔ افغانستان میں رواں جہادی حالات کو دیکھتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی صرف اس میں ہے کہ متحد صف کے تحت جاری جاری رکھے۔

3۔ امارت اسلامیہ افغانستان نے اپنے جہادی مزاحمت کے تسلسل میں ایک پرچم تلے اور ایک ہی قیادت کے ماتحتی میں امریکا اور اس کے دیگر ساتھیوں کو رسواکن شکست سے دوچار کردیا ہے۔ ملک کے شہروں کے علاوہ تمام خطے کفری جارحیت، شرک اور دیگر خرافات سے پاک کردیے ہیں، دوعشرے تک پورے رسوخ کے ساتھ مزاحمت اور جہاد کے تسلسل نے عالمی کفر کے مقابلے میں امارت اسلامیہ کو ایک تسلیم شدہ حقیقت بنادیا ہے۔ امریکا اور دیگر اسلام دشمنوں کی شروع سے یہ کوشش ہے اور وہ اب بھی کر رہے ہیں کہ اس متحد صف کو توڑ کر افغانستان میں اپنی جارحیت کے لیے کامیابی کا راستہ ہموار کرسکیں۔ مگر جس طرح امارت اسلامیہ نے عسکری میدان میں انہیں شکست سے دوچار کیا ہے اسی طرح چاہتا ہے اپنے متحد صف کو اور بھی مضبوط رکھ کر ان کے آئندہ کے تخریبی منصوبے بھی ناکام بنادے۔ اس طرح کے حساس مرحلے پر جب ہم پہلے ہی سے کفار کی بہت سی سازشوں سے نبرد آزما ہیں آپ کے ساتھی ایسا کوئی قدم نہ اٹھائیں جس سے مجاہدین کی قوت کا شیرازہ بکھر جائے، صف میں شکست وریخت آئے اور امارت اسلامیہ کی صف میں دراڑ ڈالنے کی دشمنوں کی یہ خواہش پوری ہوجائے۔

4۔ افغانستان کے علاوہ اسلامی دنیا کے اور بہت سے ممالک امریکی مظالم کا شکار ہیں اور کسی نہ کسی طرح جارحیت کے قبضے میں ہیں۔ اب تک ان ممالک میں مسلمانوں نے کوئی حسی اور نظر آنے والی کامیابی حاصل نہیں کی تو اس کی وجہ متفقہ قیادت کا فقدان ہے۔ افغانستان میں بے اتفاقی کے فتنے سے بچنے کے لیے امارت اسلامیہ ایک صف اور ایک قیادت کی ماتحتی میں جہادی کارروائی کی اجازت بڑا دینی اور جہادی مصلحت سمجھتی ہے۔ اور اس کے مقابلے میں ایک اور گروپ کے قیام کو جہاد، مجاہدین اور اسلامی مصالح کے مخالف عمل قرار دیتی ہے۔

5۔ امارت اسلامیہ عالمی کفر اور شرک وبدعت پر مبنی اعمال کے خلاف جہادی کارروائی کتاب اللہ اور سنت نبوی کے احکامات کی روشنی میں کرتی ہے۔ شرعی اور اسلامی مصالح ان کے لیے ہر چیز سے بڑھ کر اہم ہیں اور ان کے تحقق کے لیے دنیا بھر کے مسلمانوں کے مادی اور روحانی تعاون اور حمایت کے محتاج ہیں۔ آپ جناب سے بھی توقع ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے حوالے سے ان ذرائع سے معلومات حاصل نہ کریں جو یہاں مختلف عوامل کے باعث امارت اسلامیہ سے مایوس ہوچکے ہیں یا جرائم کے ارتکاب کے باعث اس مقدس صف سے ان کا اخراج کیا گیا ہے۔ بلکہ مستقل طور پر باقاعدگی سے امارت اسلامیہ کے قائدین اور آفیشل ذرائع ابلاغ پر معروف نمائندوں سے اپنی معلومات اور اطمینان حاصل کریں تاکہ آپس کے اعتماد میں مزید اضافہ ہو۔

6- امارت اسلامیہ افغانستان میں امریکا اور ناٹو کی شکست کو پوری دنیا صلیبی قوت کی شکست سمجھتی ہے اور یہ بڑی کامیابی امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے اخلاص، توکل، صبر اور وحدت کی برکت سے اللہ تعالی نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ امارت اسلامیہ کی قیادت اور مجاہدین اللہ تعالی سے اس جہادی راستے پر توفیق اور حسن انجام کی دعا کرتے ہیں۔ اور دنیا بھر کے مسلمانوں اور جہادی جماعتوں سے امید رکھتے ہیں کہ امارت اسلامیہ کے کامیابی سے ہم کنار ہوتے جہاد کی ہمہ پہلو حمایت اور ان کا تعاون کریں۔ نہ یہ کہ جہادی صف میں تفرقہ پھیلا کر مجاہدین کو ناکام اور آزردہ حال امت کو کفر کی شکست کی خوشی سے محروم کردیں۔

7۔ امارت اسلامیہ افغانستان کا افغانستان میں صلیبی جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد اور اس راہ میں اہم کامیابی پہلے اللہ تعالی کی نصرت اور پھر لاکھوں شہداء، زخمیوں، اسیروں، یتیموں اور بیواوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

اور یہ ساری قربانیاں ایک کمان اور ایک پرچم کے نیچے ایک متحد صف میں دی ہیں۔ اب اگر خدانخواستہ جہادی صف کے تفرقہ سے مجاہدین کے درمیان آپس کے اختلافات کی راہ ہموار ہوجاتی ہے تو یہ ساری قربانیاں اور کامیابیاں ان اختلافات کا شکار ہوجائیں گی۔ اور اذیت خوردہ مسلمان اس کے ثمرات سے محروم ہوجائیں گے۔ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں حقیقت ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان نہ صرف افغانستان بلکہ پوری اسلامی دنیا میں اپنے روشن ماضی،

اسلام کی راہ میں بڑی قربانیوں اور مدبرانہ سیاست کے لیے بہت زیادہ محبوبیت اور مقبولیت رکھتی ہے۔ اللہ نہ کرے اگر امارت اسلامیہ کو یہاں ان لوگوں کی جانب سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں جو خود کو آپ سے وابستہ سمجھتے ہیں تو اس سے پوری دنیا کے مسلمان آپ سے ناراض ہو جائیں گے۔

8۔ دنیا بھر کے مختلف حصوں میں اسلامی تنظیموں اور شخصیات نے انتہائی شدید حالات میں بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں اور ہر ایک نے اپنے ہاں کچھ نہ کچھ کامیابیاں حاصل کی ہیں، ان کا اپنا نظم وضبط ہے۔ ان کے پیروکار ہیں اور یہ سب کچھ انہوں نے بہت تکالیف اور قربانیوں سے حاصل کیا ہے۔ تو آپ لوگوں کو مشورہ یہی ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں بھی اسلامی تحریکوں کو ایسے حالات کا شکار نہ کردیں کہ جس سے خدانہ خواستہ ان کی خدمات متاثر ہو جائیں، نظم وضبط خراب ہو جائے اور وہ آپس کے اختلافات کا شکار ہو جائیں۔ اور بالاخر طریقہ کار یا سوچ کے اختلاف سے بات خون کے بہانے تک پہنچ جائے۔ اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو ایسی حالت سے بچائے۔ یقین کریں اس طرح کے اقدامات آپ کی کارکردگی اور شہرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔ مسلمانوں خصوصا مجاہدین اور صالح دیندار افراد کی شہادت کا باعث بنے گا۔ شہداء کے ورثاء کو مایوسی ہوگی اور دشمنوں کو مختلف حربوں کے استعمال کا موقع ہاتھ آئے گا۔

9۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ افغانستان میں کچھ کم چار دہائیوں کے عرصے سے بہت زیادہ خانہ جنگیاں اور اختلافات پیش آئے ہیں۔ لسانی، علاقائی اور تنظیمی دشمنیاں، کفریہ طاقتوں کی مسلسل مداخلتیں اور دیگر حادثات واقع ہو چکے ہیں۔ اب بھی افغانستان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو سابقہ دشمنیاں اور اختلافات پالے ہوئے ہیں۔ اسی لیے افغانستان میں بہت مرتبہ مجاہدین کے لبادے میں ایسے لوگ اٹھے جنہوں نے مقدس جہاد کو بدنام کردیا۔ مگر چونکہ ایک جانب اللہ تعالی کی نصرت مجاہدین کے ساتھ تھی اور دوسری جانب امارت اسلامیہ کے ذمہ داران اس سرزمین کے تمام طبقات اور عوام کے مزاج سے واقف تھے اور جہاد کا پختہ تجربہ بھی رکھتے تھے اس لیے ان لوگوں کی جلد شناخت ہوگئی اور انہیں منظر سے نکال باہر کردیا گیا جو جہاد کو بدنام کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالی نے اب تک اس فساد سے بہت اچھے طریقے سے ہماری حفاظت فرمائی ہے۔ اللہ نہ کرے، یہ بدمعاش اور مفاد پرست لوگ آپ کی یہاں سے دوری اور افغانستان کی صورتحال سے عدم واقفیت کا غلط فائدہ اٹھائیں۔ اس لیے ہم ایک بار پھر تاکید کررہے ہیں کہ ان خطرات کی طرف اور زیادہ توجہ دیں تاکہ یہاں امارت اسلامیہ کی موجودہ تشکیلات کے متوازی ایک اور صف قائم نہ ہو جائے۔

جہاد کو اپنے ہدف (اعلاء کلمۃ اللہ) تک پہنچانا تمام مسلمانوں خصوصا مجاہدین کا شرعی فریضہ ہے اس لیے اپکو کو بھی چاہیے کہ اپنی دینی ذمہ داری کے مطابق امارت اسلامیہ کے بھائیوں کے ساتھ ان کی وحدت کا خیال رکھنے اور انہیں مضبوط کرنے کے لیے ان کا تعاون کریں۔ نہ یہ کہ دور دور ہی سے یہاں ایسے عزائم کا اظہار کیا جائے جس سے یہاں مجاہدین کے رہنماوں، دینی علماء اور ہزاروں صالح مجاہدین کی ناراضگی اور آپ سے ان کی محبت اور خلوص کے خاتمے کا باعث بنے۔ اور امارت اسلامیہ گذشتہ چار دہائیوں میں شہید ہونے والے دو ملین مبارک شہداء کے آرزووں کی تکمیل کی خاطر حاصل کی گئی اپنی کامیابیوں کے دفاع کے لیے ردعمل دکھانے پر مجبور ہو جائے۔

وصلّی اللہ علی نبیّنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نائب امارت اسلامیہ افغانستان وسرپرست رہبری شوری

الحاج ملا اختر محمد منصور

۲۹/ شعبان المعظم/ ۱۴۳۶ھ

16/ جون 2015ء

شاہد غزنیوال

عزم امارت اسلامی کی سیاسی اور فوجی کامیابی کا شاندار مظہر

ڈیڑھ ماہ قبل امارت اسلامی نے ملک میں موجود جارحیت پسندوں اور ان کے اتحادیوں کے خلاف فوجی آپریشن کا اعلان کیا۔ مذکورہ آپریشن نے ملک بھر میں بہت کم عرصے میں دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصانات پہنچائے اور ملک میں ان کی فوجی قوت کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ بدخشان اور کندوز سے شاندار فتوحات کے بعد آپریشن کا سلسلہ بہت جلد ملک کے دارالحکومت کابل، کندھار، ہلمند اور دیگر مشرقی اور جنوبی صوبوں تک پھیل گیا، کئی علاقے فتح اور کئی علاقوں میں دشمن کو بھاری نقصانات اٹھانے پڑے۔

عزم آپریشن کے دوران مجاہدین کا بنیادی ہدف دارالحکومت کابل میں غیر ملکی جارحیت پسندوں کے خفیہ مراکز تھے۔ جہاں "کلولہ پشتہ" اور وزیر اکبر خان جیسے محفوظ علاقوں میں واقع مراکز پر شہیدی حملے کئے گئے جن میں درجنوں غیر ملکی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ مذکورہ حملوں کے طوفانی سلسلوں میں آئے روز تیزی آرہی ہے اور مجاہدین کو شاندار فتوحات مل رہی ہیں۔

کابل کے غلام فوجی اہلکار اس کوشش میں ہیں کہ امریکی طیاروں کی فضائی مدد اور میڈیا پر پروپیگنڈوں سے عزم آپریشن کی فوجی کارروائیوں کا راستہ روکے اور ان کارروائیوں کو غیر متاثر کن قرار دیں، لیکن اس آپریشن میں مجاہدین کی بے پناہ کامیابیوں کی بدولت دشمن کے تمام عزائم خاک میں مل گئے ہیں۔

عزم آپریشن کی انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عام شہریوں کی جانی اور مالی نقصانات کی روک تھام پر بھرپور توجہ دی جارہی ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے اب تک کوئی ایسا واقعہ سامنے نہیں آیا جہاں مجاہدین کی کسی کارروائی کے نتیجے میں عام شہریوں کو نقصان پہنچا ہو۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ آپریشن صرف فوجی کارروائیوں تک محدود نہیں بلکہ فوجی آپریشن کے ساتھ دعوت وارشاد کا سلسلہ بھی جاری ہے جس میں دشمن کی صفوں میں موجود افراد کو خصوصی دعوت کے ذریعے کفار کا آلہ کار بننے سے روکا جاتا ہے۔

عزم آپریشن کی ایک اور خصوصیت منظم پلان کے ذریعے متعدد حملے ہیں، اس حکمت عملی نے دشمن کو پریشان کیا ہے کیونکہ بہ یک وقت دشمن کو کئی محاذوں پر مصروف رکھا گیا ہے۔

فوجی کارروائیوں کے ساتھ اس آپریشن کی میڈیا پر بھرپور کیوریج پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے اور ہر کارروائی کے ساتھ امارت اسلامی کے ترجمان میڈیا کے ساتھ واقعے کی تفصیلات شئیر کرتے ہیں۔ امارت اسلامی کے میڈیا ونگ کے ذمہ دار مقررہ وقت پر ہر واقعے کی ممکنہ ویڈیو اور آڈیو تفصیلات اپنی ویب سائٹ کے ذریعے دنیا تک پہنچاتے ہیں۔

عزم آپریشن کی کامیابیوں نے سیاسی میدان میں امارت اسلامی کے موقف کو تقویت بخشی ہے اس کی واضح مثال پگواش کانفرنس میں امارت اسلامی کا واضح موقف تھا جسے کانفرنس کے تمام شرکاء نے سراہا۔ فوجی اور سیاسی میدان میں عزم کے متاثر کن آغاز نے ملک کے سربراہ اشرف غنی کو بھی حواس باختہ کر لیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہر فورم پر اس آپریشن کے بارے میں اظہارِ خیال

کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ طالبان کا عزم آپریشن کی کارروائیوں میں تیزی لانے کا مقصد یہی ہے کہ حکومت کمزور ہوجائے اور آسان شرائط پر طالبان کے ساتھ بات چیت کیلئے تیار ہوجائیں۔ انہوں نے اپنے دورہ ہرات کے دوران ملک کے شمالی زون میں طالبان کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں کا اعتراف بھی کیا۔

تمام واضح کامیابیوں کے ساتھ ساتھ ہوسکتا ہے کہ دشمن یہ دعویٰ کرے کہ" عزم آپریشن میں طالبان کو کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی، کیونکہ آپریشن کے دوماہ گذرنے کے باوجود طالبان 34 صوبوں میں سے ایک صوبے کو بھی مکمل طور پر اپنی تحویل میں نہ لے سکے"۔

ہم دشمن کے اس دعوے کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ کے اپنے اعلیٰ فوجی افسران نے اعتراف کیاہے کہ ملک کے اکثر صوبے ہماری کنٹرول سے باہر ہیں۔ صوبے کے اندر ہر صوبے کا وزیر اپنے صوبے کے دوسرے اضلاع کا زمینی سفر نہیں کرسکتا، 34 صوبوں میں کٹھ پتلی حکومت کی سیکورٹی صرف صوبوں کے مراکز تک ہی محدود ہے۔ تمام اضلاع کے مقامی گورنرز اور ان کا عملہ ضلعی ہیڈکوارٹر کی چار دیواری تک محدود ہے۔ کیا یہ تمام زمینی حقائق مجاہدین کی کامیابی کے منہ بولتے ثبوت نہیں ہیں؟

دوسری جانب عزم آپریشن کے جنگی مسئولین کے مطابق یہ آپریشن کئی مراحل پر مشتمل ہے اور ہر مرحلہ مقررہ وقت پر شروع ہوگا۔

پہلا مرحلہ اچانک اور گوریلا حملوں کا مرحلہ تھا، اس مرحلے میں ہم صرف دشمن کی فوجی قوت کا صحیح طور پر اندازہ لگانے کے قابل ہوجائیں گے۔ اس مرحلے میں مجاہدین کی کوشش یہی ہے کہ دشمن کی صفوں کے اندر اپنے ساتھیوں کو بھرتی کرکے ایسے حملے کئے جائیں تاکہ وہ خود ایک دوسرے پر اعتماد نہ کرسکیں۔ اس قسم کے حملوں کی ایک مثال صوبہ روزگان کے سابق آئی جی پولیس جنرل مطیع اللہ کی حیرت انگیز ٹارگٹ کلنگ تھی جس کی وجہ سے حکومت کے تمام فوجی، خفیہ ایجنسی اور سیکورٹی ادارے ایک دوسرے پر عدم اعتماد کا اظہار کرنے لگے۔

وہ ظاہری کامیابی جو عزم آپریشن کے نتیجے میں ہمیں ملی ہے وہ یہی ہے کہ دشمن کا اپنے سیکورٹی اداروں پر اعتماد ختم ہوگیا ہے سیکورٹی ادارے فوجی اور سیاسی اداروں کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں، اور عدم اعتماد کی یہی فضاء ان کی ناکامی کا سبب بننے لگی ہے۔ بہت کم عرصے میں عزم آپریشن اللہ کی نصرت اور مجاہد عوام کی بھرپور مدد سے شاندار فتوحات حاصل کرچکا ہے۔ ان کامیابیوں نے دشمن کی فوجی اور سیکورٹی اداروں کو مشکلات سے دوچار کرلیا ہے، ان کے درمیان عدم اعتماد کی فضاء روز بروز بڑھ رہی ہے اور ہمیشہ اپنے اہلکاروں پر طالبان سے رابطے کا لزام لگایا جاتا ہے۔

چند ہفتے قبل سیکورٹی اداروں کی جانب سے صوبہ ننگرہار میں ایک اعلیٰ حکومتی افسر فضل ہادی مسلم یار اور ان کے بھائی پر مجاہدین کے ساتھ رابطے کا الزام لگایا گیا، اس کے علاوہ پارلیمنٹ کے وزیر ظاہر قدیر اور مسلم یار کے درمیان اختلافات دشمن کی صفوں کے اندر عدم اعتماد کی واضح مثالیں ہیں۔

یہ سب فوجی میدان میں عزم آپریشن کی کامیابی کے ثبوت ہیں۔ اس سال مجاہدین اور دشمن کے درمیان گھمسان کا رن پڑنے کی توقع ہے جس میں ملک کے اندر مجاہدین اور دشمن کی قوت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوگا، مجاہدین بڑی محنت اور منصوبہ بندی سے عزم آپریشن کو مرحلہ وار طور پر آگے بڑھا رہے ہیں۔ الحمدللہ پہلا مرحلہ سیاسی، فوجی اور صحافتی نقطہ نظر سے کامیابی کی طرف گامزن ہے، دشمن کے بیش بہا نقصانات کے مقابلے میں مجاہدین کے جانی نقصانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

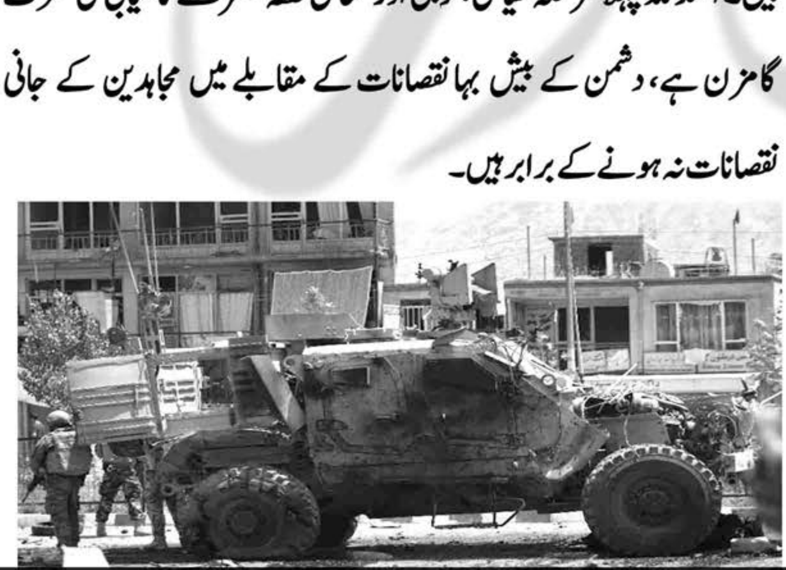

برما کے مظلوم مسلمان!!

تحریر۔ حسن

کئی ہفتوں سے برما کے مسلم اکثریتی صوبے آراکان کے مسلمان بدھسٹ دہشتگردوں کے وحشتناک مظالم کا شکار ہیں۔ یہ جھڑپیں اس وقت شروع ہوئیں جب کچھ عرصہ قبل بدھ مذہب سے تعلق رکھنے والی ایک لڑکی کو نامعلوم افراد نے قتل کیا تھا جس کا الزام مسلمانوں پر لگایا گیا اور بعد میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو عمرہ کی ادائیگی کے بعد برما واپسی پر بدھسٹ دہشتگردوں نے بڑی بے دردی سے شہید کیا۔

صوبہ اراکان برما کے مغرب میں واقع ہے جس کی سرحدیں مسلم ملک بنگلہ دیش سے ملتی ہیں، اس کی زیادہ تر آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

یہاں کئی عشروں سے مسلمان بدھسٹ دہشتگردوں جنہیں حکومت کی حمایت حاصل ہے کے وحشتناک مظالم کا شکار ہیں۔

کئی عرصے سے بدھسٹ دہشت گرد جو تلواروں، چھریوں اور دوسرے ہتھیاروں سے لیس ہیں، پولیس اور سیکورٹی اداروں کی ملی بھگت سے اراکان کی گلیوں میں گشت کرتے ہیں، گھروں میں گھس کر خواتین بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرتے ہیں، اور اب تک ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا جا چکا ہے اس کے علاوہ مسلمانوں کے سینکڑوں گھر نذرِ آتش کئے جا چکے ہیں۔ خاص طور پر مونگانا کا علاقہ جو اراکان کے شمال میں واقع ہے بدھسٹ دہشت گردوں کے مظالم سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والا علاقہ ہے۔

برما کے دارالحکومت رنگون میں حکومت کی جانب سے اراکان میں ایمرجنسی کا اعلان کیا گیا ہے اور سیکورٹی اداروں کے سینکڑوں افراد کو اس علاقے کی سیکورٹی کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، لیکن اس کے باوجود کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں درجنوں مسلمانوں کو موت کی نیند نہ سلا دیا جاتا ہو، اسی وجہ سے دولت مشترکہ نے اپنے کارکن اس علاقے سے نکال لئے ہیں اور یہ علاقہ اب مکمل طور پر ان وحشی درندوں کے رحم و کرم پر ہے۔

دوسری طرف برما کی سرکاری میڈیا کا کہنا ہے کہ اب تک اس علاقے میں صرف 7، افراد ہلاک اور 17 زخمی ہوئے ہیں، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حکومت کو مرنے والوں میں صرف بدھ مت کے وہ پیروکار نظر آتے ہیں جنہیں مسلمانوں نے اپنی دفاع میں قتل کیا ہے لیکن مسلمانوں کی ہر روز گرتی درجنوں لاشیں سرکاری میڈیا کی نظروں سے اوجھل ہیں۔

دولت مشترکہ کے ایک اعلامیے کے مطابق برمی مسلمان دنیا میں سب سے زیادہ مظالم کا شکار ہونے والی اقلیتوں میں سے ایک ہیں جن پر حکومت کی نگرانی میں مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ 1978 کو بھی 2 لاکھ سے زیادہ برمی مسلمانوں نے بنگلہ دیش کی طرف ہجرت کی کیونکہ اس وقت بھی اراکان میں مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام عروج پر تھا، چار سال کے بعد 1982 میں برما کی حکومت نے ایک قانون پاس کیا جس کے تحت برما کے مسلمانوں کی قومیت [نیشنلٹی] ختم کی گئی اور وہ برما میں غیر قانونی مہاجرین کے طور پر زندگی بسر کرنے لگے۔ 1991 اور 1992 میں ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کا قتلِ عام شروع ہوا، اس مرتبہ مسلمان حکومتی اہلکاروں کے ہاتھوں قتل ہوتے تھے، جس کا سب سے بڑا مقصد یہی تھا کہ مسلمانوں کو ملک بدر کیا جائے، جس کے نتیجے میں ایک مرتبہ پھر ہزاروں مسلمان بنگلہ دیش ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ اور وہ لوگ جو اب تک اپنا وطن چھوڑنے پر راضی نہیں ہوئے وہ وحشتناک مظالم کا شکار ہیں، بلا وجہ گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالنا، زیرِ کاشت زمین ہتھیانا، زبردستی اپنے کام کروانا، شادی کی اجازت نہ ہونا، ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کیلئے حکومتی اجازت نامہ حاصل کرنا اور اس جیسے بے شمار مظالم کے جس کا ایک انسانی ذہن سوچ بھی نہیں سکتا برمی مسلمان شکار ہیں۔

آج ایک ملین سے زیادہ برما کے مسلمان دوسرے ممالک میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں اور برما میں اس وقت صرف 7 لاکھ پچاس ہزار مسلمان باقی ہیں جو اس وقت قتلِ عام کا شکار ہیں۔

برما کے صوبہ اراکان میں جاری قتلِ عام پر مغربی این جی اوز اور نام نہاد انسانی حقوق کی دعویدار تنظیمیں یا تو اس قتلِ عام پر خاموش ہیں یا برما حکومت کی حمایت میں مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔

فیس بک، ٹویٹر اور دوسرے سماجی ویب سائٹس پر بڑے بڑے اشتہار لکھے جا رہے ہیں، کہ مسلمانوں کو قتل کرو، وہ اس ملک کے باشندے نہیں ہیں، یہاں تک کہ فیس بک پر بعض افراد نے انعامی رقم بھی مقرر کر رکھی ہے کہ جو بھی کسی مسلمان کو قتل کرے اسے اتنے ڈالر انعام دیا جائے گا۔

عینی شاہدین کے مطابق وہ گروہ جو مسلمانوں کے قتلِ عام میں ملوث ہیں حکومتی اہلکاروں کی نگرانی میں مسلم علاقوں میں گشت کرتے ہیں، یہاں تک کہ اکثر واقعات میں سیکورٹی اہلکار خود بھی مسلمانوں کے قتل میں حصہ لیتے ہیں۔

آج برما کے مسلمان دو انتہاؤں کے درمیان زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں، ایک تو اپنے ملک میں بڑی بے رحمی سے ان کا قتلِ عام کیا جا رہا ہے دوسرے اگر کوئی شخص اپنی جان بچانے کیلئے ملک چھوڑنا چاہے تو بنگلہ دیش کے سرحدی پولیس انہیں یا تو قتل کرتی ہے یا انہیں واپس اراکان کے جہنم میں بھیج دیتی ہے۔

عزم آپریشن نے بغلان میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔

بغلان کے گورنر ملا محمد اسمعیل سے گفتگو

انٹرویو: اَبو عابد

محترم قارئین!

صوبہ بغلان افغانستان کے شمال میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں قندوز، مشرق میں تخار اور پنج شیر، جنوب میں پروان اور مغرب میں بامیان اور سمنگان کے صوبے واقع ہیں۔ صوبہ بغلان کا کل رقبہ 21112 مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی حالیہ اعداد وشمار کے مطابق تقریباً ساڑھے سات لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ صوبہ بغلان کا مرکز پل خمری شہر ہے۔ اس میں شامل اضلاع اندراب، دوشی، خنجان، بورکہ، جلگہ، دھنہ غوری، خوست و فرنگ، تالہ وبرفک، ڈنڈ غوری، نہرین، بغلان جدید، گذر گاہ نور اور صلاح ہیں۔

بغلان جو محل وقوع کے اعتبار سے افغانستان کے اہم صوبوں میں سے ہے کیوں کہ افغانستان کے تمام شمالی صوبوں کے راستے بغلان کے راستے افغانستان کے مرکز سے ملتے ہیں۔ اس صوبے میں رواں سال ایک بڑی تبدیلی دیکھنے میں آئی۔ ماضی میں یہاں جارحیت پسندوں، نیشنل آرمی، اربکی اور کرائے کے مسلح گروپ انتہائی فعال رہے۔ عزم آپریشن کے آغاز کے ساتھ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے یہاں بڑی کارروائیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا جس سے اس صوبے کے اکثر علاقے دشمن کے وجود سے پاک ہوگئے۔ بغلان میں اس بڑی تبدیلی کے حوالے سے ہم نے اس صوبے کے جہادی ذمہ دار / گورنر ملا محمد اسمعیل سے گفتگو کی ہے جو قارئین کے نذر کی جارہی ہے۔

سوال: مولوی صاحب! آپ کی خدمت میں سلام اور احترامات پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمارے قارئین سے اپنا تعارف کرائیں؟

جواب: الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین وبعد:

میرا نام محمد اسماعیل ہے۔ صوبہ بلخ کے ضلع چمتال کا رہائشی ہوں اور فی الحال امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں صوبہ بغلان کے جہادی امور کی ذمہ داریاں نبھا رہا ہوں۔

سوال: صوبہ بغلان کے موجودہ حالات کے حوالے سے اگر کچھ معلومات دی جائیں کہ اس صوبے میں مختلف علاقوں پر حاکمیت کی تصویر کیا ہے؟

جواب: بغلان میں 15 انتظامی اکائیاں ہیں۔ ان تمام انتظامی اکائیوں یعنی مرکز اور اضلاع میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین موجود ہیں اور ان کی عسکری تشکیلات فعال ہیں۔ اضلاع کے درمیان فرق ہے کہ کچھ اضلاع میں بنسبت دیگر مجاہدین وسیع پیمانے پر موجود ہیں۔

مثلاً: مرکزی بغلان میں دو چھوٹے شہروں شہر کہنہ اور شہر جدید کے علاوہ تمام علاقوں پر مجاہدین کا مکمل کنٹرول ہے۔ جو اس ضلع کا 80 فیصد علاقہ بنتا ہے۔ ڈنڈ غوری میں مجاہدین اسی فیصد علاقوں پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ تالہ وبرفک کے اضلاع میں جو بامیان سے ملے ہوئے علاقے ہیں مجاہدین 90 فیصد علاقوں پر قابض ہیں۔ کیوں کہ یہاں صرف ضلع مرکز دشمن کے ہاتھ میں ہے۔ دھنہ غوری اور بورکہ کے اضلاع میں بھی آدھے سے زیادہ علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں۔ اس کے علاوہ دوشی اور پل خمری میں بھی مجاہدین طاقتور حیثیت سے موجود ہیں۔ اور بہت سے علاقے اب مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں۔ یاد رہے دھنہ غوری اور ڈنڈ غوری کی حالیہ فتوحات کے بعد اب مجاہدین بغلان مرکز کے دروازے پر پہنچ گئے ہیں۔ اس طرح کہ مجاہدین کی جنگی لائن پل خمری شہر کے چار کلومیٹر کے علاقے میں واقع ہے اور اگر وہ چاہیں تو صوبائی مرکز کو بآسانی بند کر سکتے ہیں۔

ان علاقوں کے علاوہ اندراب، خنجان، نہرین، جلگہ، خوست وفرنگ اور دیگر تمام

علاقوں میں بھی مجاہدین موجود ہیں اور دشمن پر کارروائیاں کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر بغلان میں تمام علاقوں اور مواصلاتی مراکز پر کنٹرول موجود ہے اور صوبے کے بہت سے علاقے مجاہدین کے ہاتھ میں ہیں۔

سوال: مولوی صاحب جیسا کہ آپ بہتر جانتے ہیں کہ بغلان میں حالیہ چند سالوں میں جہادی کارروائیوں کی صورت حال بہت کمزور تھی مگر اس سال اچانک ایک بڑی تبدیلی آگئی اور مجاہدین نے بہت سے علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ اس تبدیلی کی وجوہات پر روشنی ڈالیں اور اس حوالے سے معلومات ہم سے شریک کریں۔

جواب: جی ہاں! جیسا کہ آپ نے کہا اس سال خصوصاً عزم آپریشن کے آغاز کے ساتھ بغلان میں ایک بے مثال تبدیلی آگئی۔ اور حالات نے خلاف توقع پلٹا کھایا۔ وہ یہ کہ جارحیت پسندوں اور ان کی کٹھ پتلیوں کی حکومت اور طاقت مجاہدین کی جانب سے مشکلات کا شکار ہوگئیں۔ مگر الحمدللہ اس سال بہت سے علاقے دشمن کے وجود سے پاک ہوگئے ہیں اور دشمن بہت بری حالت تک پہنچ گیا ہے۔

اس تبدیلی کے حوالے سے بتاتا ہوں کہ عزم آپریشن کے آغاز کے ساتھ قندوز اور بدخشان کی فتوحات کے علاوہ مجاہدین نے بغلان میں بھی بڑے گروپ حملوں کا آغاز کردیا جس کے نتیجے میں مرکزی بغلان، ڈنڈ غوری، دھنہ غوری، دوشی اور بورکی کے اضلاع میں بہت سے علاقے دشمن سے پاک کردیے۔

> افغانستان کے شمالی اور شمال مشرقی صوبے ہندوکش کے پہاڑوں یا سالنگ کی وجہ سے مرکز سے کٹے ہوئے علاقے ہیں۔ ان صوبوں کے لیے مرکز سے واحد راستہ سالنگ ٹنل ہے۔ یہ راستہ بغلان سے گذرتا ہے اور بغلان کے ذریعے بدخشان، تخار، قندوز اسی طرح سمنگان، بلخ اور جوزجان سے ملتا ہے۔ بغلان میں حالیہ فتوحات کے سلسلے میں اس راستے پر دو مقامات پر مجاہدین کا قبضہ ہوگیا ہے۔ بدخشان اور قندوز کی جانب پھیلے ہوئے سڑک پر مرکزی بغلان میں مجاہدین نے قبضہ کیا۔ بلخ کی جانب جانے والا راستہ جو ڈنڈ غوری کے درمیان سے گذرتا ہے وہ مجاہدین کے تصرف میں ہے۔ اس پیش رفت نے ایک جانب بدخشان اور قندوز میں دشمن کی افواج کے حوصلے پر انتہائی برا اثر ڈالا ہے اور دشمن کے آپریشن کے منصوبے خاک میں مل گئے ہیں تو دوسری جانب حیرتان کی بندرگاہ سے جارحیت پسندوں کو فراہم ہونے والی رسد کا راستہ روک دیا ہے

مرکزی بغلان میں 30 تک کے بڑے علاقے جیسے زدران، نورزئی، سردار خیل، پاوکم، داود کلی، نوآباد، ہمت خیل، چغان تپہ، انار خیل، گرداب، طاہریان، شاہی خیل، صافیان، مٹہ خیل، علاوالدین، خدایداد خیل، پشہ یان، وکیل نظام کلی، خوستیان اور اس طرح کے دیگر بڑے علاقے دشمن کے وجود سے پاک ہوگئے ہیں۔ ان تمام علاقوں میں پہلے اربکیوں، نظم عامہ اور پولیس کی درجنوں چیک پوسٹیں قائم تھیں۔ اسی طرح ان علاقوں میں دشمن کے 4 بڑے کیمپ بھی تھے جو سب کے سب اللہ تعالیٰ کی نصرت سے فتح ہوگئے اور علاقہ مجاہدین کے قبضے میں آگیا۔

مرکزی بغلان کی جنگ میں جو ایک ماہ تک جاری رہی دشمن کے 93 فوجی اور اربکی اہلکار ہلاک اور 110 زخمی ہوگئے۔ اسی طرح دشمن کے 15 ٹینک اور 6 رینجر گاڑیاں بھی تباہ ہوگئیں۔ ان جنگوں میں مجاہدین نے بہت سا اسلحہ اور اہم وسائل غنیمت میں حاصل کیے۔

مرکزی بغلان کی طرح دوسرا علاقہ بھی جہاں بڑی تبدیلی آئی وہ ڈنڈہ غوری کا علاقہ ہے۔ ڈنڈہ غوری بغلان مرکز کے پل خمری سے متصل واقع ہے۔ ان اضلاع میں بھی مجاہدین نے اکثر علاقے جیسے گورگن، گوڈان، نیاز اللہ کلی، غنچہ پل، قلعہ خواجہ، اسلام آباد، لوگریان، مہاجرین، سبز وکلی، ناقلو کلی، انار خیل، تاجکیل، سپید خان کلی اور اس طرح کے دیگر علاقے اربکیوں کے وجود سے صاف کردیے ہیں جس میں 2 رینجر گاڑیوں سمیت بہت سے اسلحے اور اہم وسائل غنیمت میں حاصل کیے ہیں۔ ان اضلاع میں دشمن کے 35 اربکی اور فوجی قتل اور 28 دیگر زخمی ہوگئے۔

دھنہ غوری میں بھی مجاہدین نے اقسائی اور منگلو کے علاقوں میں دشمن کے دو بڑے ایئر بیس فتح کیے۔ اسی طرح بہت سے علاقوں سے اربکیوں کو فرار ہونے پر مجبور کردیا ہے۔ اسی طرح بورکہ اور دوشی میں بھی بہت سے علاقے دشمن کے وجود سے پاک ہوگئے ہیں۔

بغلان کی موجودہ تبدیلیوں اور جہادی پیش رفت نے دشمن کو شدید گھبراہٹ کا شکار کردیا ہے اس لیے اس صوبے کے کنٹرول کے لیے کیے جانے والے ان کے تمام پروگرامات ناکارہ ہوگئے۔ کہ اربکی سازی جیسے مختلف طریقوں سے جہادی تحریک کے خلاف رکاوٹیں پیدا کی گئیں۔

سوال: آپ کے خیال میں صوبہ بغلان میں موجودہ تبدیلیوں اور جہادی فتوحات کی اہمیت کی وجہ کیا ہے؟ان حملوں نے دشمن کو اتنی گھبراہٹ کا شکار کیوں کر دیا ہے کہ بیک وقت شاہین فوجی چھاونی کی فوج اور کابل سے وزارت داخلہ کا خاص دستہ بغلان بھیج دے تاکہ مجاہدین کو مفتوحہ علاقوں سے پسپا کر دیں۔ اس کے لیے بہت کوششیں کی گئیں مگر کوئی نتیجہ بر آمد نہ ہو سکا۔ آپ کے خیال میں دشمن کیوں بغلان کی تبدیلیوں سے گھبرا گیا ہے؟

جواب: آپ بہتر جانتے ہیں کہ افغانستان کے شمالی اور شمال مشرقی صوبے ہندوکش کے پہاڑوں یا سالنگ کی وجہ سے مرکز سے کٹے ہوئے علاقے ہیں۔ ان صوبوں کے لیے مرکز سے واحد راستہ سالنگ ٹنل ہے۔ یہ راستہ بغلان سے گذرتا ہے اور بغلان کے ذریعے بدخشان، تخار، قندوز اسی طرح سمنگان، بلخ اور جوزجان سے ملتا ہے۔ بغلان میں حالیہ فتوحات کے سلسلے میں اس راستے پر دو مقامات پر مجاہدین کا قبضہ ہو گیا ہے۔ بدخشان اور قندوز کی جانب پھیلے ہوئے سڑک پر مرکزی بغلان میں مجاہدین نے قبضہ کیا۔ بلخ کی جانب جانے والا راستہ جو ڈنڈ غوری کے درمیان سے گذرتا ہے وہ مجاہدین کے تصرف میں ہے۔ اس پیش رفت نے ایک جانب بدخشان اور قندوز میں دشمن کی افواج کے حوصلے پر انتہائی برا اثر ڈالا ہے اور دشمن کے آپریشن کے منصوبے خاک میں مل گئے ہیں تو دوسری جانب حیرتان کی بندرگاہ سے جارحیت پسندوں کو فراہم ہونے والی رسد کا راستہ روک دیا ہے۔

اب مجاہدین جب بھی چاہیں یہ راستے دشمن کے لیے بند اور دشمن کی افواج اور کانوائے کا راستہ روک سکتے ہیں۔ اس پیش رفت کی وجہ سے دشمن شدید گھبراہٹ کا شکار ہے۔ اور وہ اس کوشش میں ہے کہ ایک بار پھر ان راستوں پر اپنا تسلط قائم کر کے اسے اپنے لئے پرامن بنا دے۔ اسی لیے حال ہی میں بغلان میں بڑے پیمانے پر آپریشن کا بھی آغاز کیا گیا۔ مگر چند دن قبل بلا کسی کامیابی کے اس کے خاتمے کا اعلان کر دیا گیا اور اپنی اکثر فوج علاقے سے باہر کر دی۔ دشمن کے اس ناکام جوابی آپریشن میں قابل توجہ بات دشمن کے پروپیگنڈہ چینلز کے جھوٹے دعوے تھے۔ مثلاً ایک مرتبہ انہوں نے اعلان کیا کہ ہم نے 131 مجاہدین کو شہید کر دیا۔ اس آپریشن کے آخری دنوں میں اعلان کیا کہ ہم نے 70 مجاہدین شہید اور 50 کو زخمی کیا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ بغلان کی حالیہ ماہانہ جنگ میں ہمارے 5 مجاہدین شہید ہو گئے اور 15 سے 20 تک مجاہدین زخمی ہو گئے جن میں سے اکثر اب واپس صحتیاب ہو گئے ہیں۔

سوال: محترم مولوی صاحب آپ کے خیال میں حالیہ فتوحات اور تبدیلیوں کی وجہ کیا تھی؟

جواب: بغلان میں حالیہ تبدیلی کی پہلی اور بنیادی وجہ اللہ تعالی کی نصرت تھی۔ اللہ تعالی نے مجاہدین کے دلوں میں بڑی جرأت اور ہمت رکھی۔ عام لوگ مجاہدین سے مل گئے اور اللہ پر توکل کر کے دشمن کے خلاف آپریشن کیا اور اسے شدید شکست دی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب اللہ تعالی کی نصرت آتی ہے پھر کوئی دشمن قدم نہیں جما سکتا۔ بغلان کے مجاہدین کا کہنا ہے کہ یہاں زمان خیلو کے علاقے میں جہاں دشمن کی مضبوط بیس تھی گذشتہ سات آٹھ سالوں میں یہاں چالیس سے زیادہ مجاہدین شہید ہو چکے ہیں مگر یہ فتح نہ ہو سکا۔ اس بار اللہ تعالی جل جلالہ نے دشمن کے دل پر رعب ڈالا اور مجاہدین نے بہت آسانی سے اس پر قبضہ کیا۔

بغلان کے حالیہ آپریشن میں عوام نے وسیع پیمانے پر مجاہدین کی مدد کی اور پورے خلوص سے ان کا ساتھ دیا۔ عام لوگ دشمن سے اس قدر رنجیدہ تھے کہ انہوں نے دشمن کے بیس کیمپ کی دفاعی رکاوٹیں بیلچوں اور کلہاڑیوں سے گرا دیں اور جنگ میں بھی مجاہدین کے ساتھ ہمہ پہلو تعاون کیا۔ اس لیے مجاہدین جہاں بھی چاہیں فتوحات حاصل کر سکتے ہیں۔ مجاہدین اللہ تعالی سے مزید نصرت مانگیں، خود کو الہی نصرت کا مستحق بنائیں اور عام لوگوں کی دلاسائی اور انہیں اپنے قریب کرنے کے لیے ہر ممکن طریقے سے کوششیں کریں۔ جب عوام مجاہدین کے ساتھ ہوں تو پھر مجھے یقین ہے کوئی دشمن ہمارے خلاف نہیں ٹھہر سکے گا۔ ان شاء اللہ۔

سوال: آخر میں صوبہ بغلان کے شہریوں اور عام لوگوں کے لیے کوئی پیغام ہو تو ہمارے ساتھ شریک کریں۔

جواب: میں بغلان میں امارت اسلامیہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے بغلان کے تمام شہریوں کو اطمینان دلاتا ہوں کہ مجاہدین ان کے ہی بھائی اور فرزند ہیں۔ مجاہدین کے حوالے سے دشمن کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں اور نہ مجاہدین سے خوف محسوس کریں۔ مجاہدین کسی کے خلاف انتقامی کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتے۔ مجاہدین جن علاقوں پر تصرف کریں گے وہاں کے لوگوں کے ذاتی املاک اور جان، مال اور عزت پر دست اندازی نہیں کریں گے بلکہ ان کی حفاظت کریں گے۔ ہمارے عوام جس زبان اور قوم سے بھی ان کا تعلق ہے مجاہدین پر اعتماد رکھیں۔ اور مجاہدین بلا کسی تعصب کے تمام ہم وطنوں کو اپنا بھائی سمجھیں، ان کا دفاع کریں اور ان کی خدمت اپنی سعادت سمجھیں۔

مرسی کی سزائے موت اور مصر کا مستقبل

شہید زوی

مصر کی باغی انتظامیہ کے قاہرہ کی فوجی عدالت نے مصر کی تاریخ میں پہلی بار ایک منتخب صدر ڈاکٹر محمد مرسی کو سزائے موت سنادی۔ 2011 میں جیل توڑنے کے الزام میں جناب مرسی کو اس سزا کا مستحق قرار دیا گیا۔

تیونس کے بعد مصر میں ہونے والی عوامی بغاوتوں کے نتیجے میں حسنی مبارک انتظامیہ کا اقتدار ختم ہو گیا اور اگست 2012 میں ہونے والے صدارتی اور پارلمانی دونوں انتخابات میں الاخوان المسلمون کے نام سے وہ جماعت اقتدار کو پہنچی جو گذشتہ 8 عشروں سے حکومت کے شدید جبر اور تشدد کا شکار تھی۔ الاخوان المسلمون کی کامیابی سے صدر محمد مرسی صدارتی منصب پر فائز ہوگئے۔ صدر محمد مرسی کی تعلیمی قابلیت ڈاکٹریٹ تک تھی۔ اس نے امریکی یونیورسٹیوں میں تدریسی خدمات انجام دی تھیں۔ اس کے مزاج میں انکساری تھی، وہ دنیا کے سب سے کم تنخواہ لینے والے صدر تھے۔ عوامی مسائل کا حل، کرپشن کا خاتمہ، انصاف اور ترقی کا قیام اس کی اولین ترجیحات تھیں۔ سیکولر مصر کی بجائے وہ اسلامی مصر کے خواہش مند تھے۔ مغربی ممالک اور اسرائیل کے اثرات سے مصر کو دور رکھنے اور اسلامی دنیا کے قریب کرنے کے لیے اس نے عملی اقدامات اٹھائے سب سے اہم بات یہ کہ اس کی کابینہ سو فیصد اعلی تعلیم یافتہ پی ایچ ڈی ہولڈرز پر مشتمل تھی۔

یہ بڑی تبدیلی امریکا، دیگر مغربی ممالک اور اسرائیل کے لیے قابل قبول تھی نہ اسلامی دنیا کے بادشاہوں کے لیے۔ اسی لیے امریکا، اسرائیل اور خطے کے بادشاہوں اور ڈیکٹیٹرز کے اشاروں اور مالی تعاون کی بدولت انتخابات میں شکست خوردہ گروپ کو اقتدار مل گیا۔ قبطی عیسائیوں اور مغربی این جی اوز کے کارکنوں نے مرسی حکومت کے خلاف بغاوت کی اور سڑکوں پر نکل آئے۔ اور ابھی سال بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ امریکا اور اسرائیل کی صہیونی حکومت نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک مرتب پلان کے مطابق جنرل السیسی کی بغاوت کے ذریعے انتہائی سرعت سے اسلام پسند ڈاکٹر محمد مرسی کی قانونی اور جمہوری حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ مرسی کی حکومت کے خاتمے کے لیے جو بہانے تراشے گئے وہ یہ تھے کہ مرسی کی حکومت نااہل تھی اور انہوں نے اپنے کیے ہوئے وعدے پورے نہیں کیے۔ اس طرح مسلمانوں کو مارنے اور دبانے کے لیے جنرل السیسی کو اقتدار دلایا گیا۔

یہودی نژاد جنرل عبد الفتاح السیسی نے اقتدار ملتے ہی عام مسلمانوں کو جیلوں میں بند کر کے اذیتیں پہنچانے اور انہیں قتل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا جو تاحال جاری ہے۔ اس باغی اور غیروں کی پیداوار ادارے نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ لاکھوں عوام زخمی ہوگئے۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو صرف اسلام، اخوان المسلمین سے تعلق یا ہمدردی کی بنیاد پر جیلوں میں ڈال دیا۔

مصر کی عدالت بھی مسلمانوں کے اس قتل عام میں برابر کی شریک ہے۔ بارہا مصر کی فرعونی حکومت نے اپنے اسلام دشمن قاضیوں کے ذریعے اخوان المسلمین کے قائدین، کارکنان اور ہمدردوں کو جیلوں میں بند کر کے پھانسیاں دلوائیں۔ جیلوں میں بند لوگوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے اخوان المسلمون سے صرف تعلق رکھا یا السیسی کی بغاوت کے خلاف مسلمان عوام کے احتجاجی مظاہروں میں شریک ہوئے۔ اخوان المسلمون پر ڈھائے جانے والے مظالم ہی کے تسلسل میں مصر کے واحد منتخب صدر مرسی کو پہلے احتجاجی مظاہرین کی گرفتاری اور ان پر ظلم کرنے کے جرم میں 20 سال قید کی سزا سنائی اور بعد میں جیل توڑنے کے جرم میں پھانسی کی سزا دینے کا حکم صادر کر دیا۔

ڈاکٹر محمد مرسی سے قبل اخوان المسلمین کے روحانی سربراہ پروفیسر ڈاکٹر محمد بدیع، ان کے نائب ڈاکٹر خیرات الشاطر، اخوان المسلمون کے مرکزی سربراہ ڈاکٹر محمد البلتاجی، مرسی حکومت میں پارلیمنٹ کے منتخب ترجمان ڈاکٹر سعد الکاتنی اور اسلامی دنیا کے علماء کی تنظیم کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف القرضاوی سمیت 106 مسلمان رہنماوں کو

پھانسی کی سزا سنائی جاچکی ہے۔

ڈاکٹر محمد یوسف القرضاوی جو 1924 کو مصر میں پیدا ہوئے۔ 50 سال قبل مصر کے سابق صدر ناصر نے انہیں ملک بدر کر دیا تھا۔ انوار السادات اور حسنی مبارک کے دور اقتدار میں بھی انہیں مصر میں آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ابھی 2012 میں محمد مرسی کی قیادت میں اخوان المسلمون کی حکومت قائم ہوئی تو انہیں اپنا آبائی وطن دیکھنے کی اجازت دے دی گئی۔ اور 5 عشرے بعد انہیں اپنا وطن دیکھنا نصیب ہو سکا۔ انہوں نے حکومت کی اجازت سے اپنے آبائی وطن کو بس دیکھا ہی تھا اور شاید یہی اتنا بڑا جرم تھا کہ السیسی سابقہ حکمرانوں سے بھی دس قدم آگے چلا گیا۔ اور اس 90 سالہ بوڑھے عالم کو بھی سزائے موت سنادی۔

مصری وزارت عدلیہ کے سیکرٹری عادل الفہمی نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ مصر کی عدالتوں نے یوسف القرضاوی کو سزائے موت سنادی ہے اور ہماری وزارت خارجہ نے قطر حکومت سے دوبارہ ان کی حوالگی کا مطالبہ کیا ہے۔ اب یہ قطر کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اخوان المسلمون کے ان تمام رہنماؤں کو ہمارے حوالے کر دیں جن کا ہم نے ان سے مطالبہ کیا ہے۔

اس ضعیف العمر عالم دین کے خلاف ہونے والے وحشیانہ فیصلوں کی امریکا، یورپ اور اسلامی دنیا کے تقریباً ہر ملک نے مذمت کی ہے اور اسے انصاف کے تقاضوں کے خلاف کہا ہے مگر مصری عدالت اپنا فیصلہ تبدیل کرنے کو تیار نہیں اور انتظامیہ کا اصرار ہے کہ فیصلے پر عمل درآمد ہو کر رہے گا۔

اور دلچسپ بات یہ ہے کہ پھانسی کی سزا کا اعلان پانے والوں میں وہ پانچ فلسطینی نوجوان بھی ہیں جو کئی سال قبل غزہ اسرائیلی بمباری میں شہید ہو گئے ہیں۔ ان 5 میں سے حسام الصائغ 2008 میں، تیسیر ابو سنیمہ 2009 میں اور رائد الطیار 2014 میں شہید ہو چکے ہیں۔

مصری عدالتوں کے ظلم وجبر کے ساتھ ساتھ ان کی جہالت اور لاعلمی کا یہ حال ہے کہ اس نے مردوں کو بھی پھانسی کی سزائیں دیں ہیں۔

اس بھی زیادہ عجیب اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ پھانسی کی سزا جن لوگوں کو سنائی گئی ہے ان میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جن کا جرم یہ قرار دیا گیا تھا کہ انہوں نے السیسی کے خلاف احتجاجی مظاہروں میں شرکت کی تھی حالانکہ یہ لوگ کئی سال قبل فوت ہو چکے تھے۔ اس لیے مصر دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں مردے جرم بھی کرتے ہیں اور ان جرائم پر مردوں کو پھانسیاں بھی دی جاتی ہیں۔

سینا کے 6 شہریوں کو گذشتہ سال مصر میں کی ایک فوجی جیل میں اس الزام میں پھانسی پر لٹکایا گیا کہ سینا میں فعال تنظیم "انصار بیت المقدس" سے ان کا تعلق تھا اور فوج پر ہونے والے تازہ ترین حملے میں ملوث تھے۔ ان پھانسیوں کے حوالے سے انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا ہے کہ پھانسی پانے والے افراد کے خلاف جرائم کے ثبوت بہت کم تھے۔ محض تشدد کے ذریعے ان سے اعترافات لیے گئے تھے اور ان اعترافات کے بعد انہیں پھانسیاں دی گئیں اس لیے اسے عام اور ظالمانہ قتل ہی سمجھا جائے۔

اس واقعے کے حوالے سے ہیومن رائٹس واچ اور ایمنسٹی انٹرنیشنل دونوں عالمی اداروں نے کہا کہ فوج پر حملے کے الزام میں جن 6 افراد کو پھانسی دی گئی ان میں سے 3 افراد اس واقعے سے 3 ماہ قبل ہی جیل میں بند تھے۔ اس لیے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ جیل میں بھی تھے اور انہوں نے فوج پر حملہ بھی کیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل ادارے کا کہنا ہے کہ مرسی کے خلاف بننے والا کیس بھی اسی طرح کا ایک کیس ہے جو سراسر ناانصافی پر مبنی ہے۔

محترم قارئین آپ خود دیکھ لیں۔ مصر ایک ایسا ملک ہے جہاں کوئی شخص جیل میں بند ہے اور حکومت اسے جیل سے باہر ہونے والے کسی جرم کا مرتکب بھی قرار دے رہی ہے۔ ایسا ہونا اگرچہ ناممکن ہے مگر حکومت کی بات پھر بھی صحیح سمجھی جاتی ہے اور اس ملزم سے وابستہ الزام کو درست سمجھ کر اسے پھانسی بھی دی جاسکتی ہے۔

مرسی پر جن دو جرائم کا الزام عائد کیا گیا ہے وہ دونوں ایسے ہی ہیں جیسے ان 3 قیدیوں کا جرم۔

جہاں تک 2011 میں جیل توڑنے کی بات ہے تو اس حوالے سے ایمنسٹی انٹرنیشنل کا کہنا ہے:"حسنی مبارک کی حکومت میں ڈاکٹر مرسی جیل میں تھے۔ تیونس کے بعد مصر میں عوامی بغاوت اٹھی۔ بغاوت نے جب زور پکڑا تو انقلابی غالب آگئے اور جیل کا سارا عملہ فرار ہو گیا۔ صرف جیل نہیں پورے قاہرہ میں جہاں جہاں انقلابی غالب آئے وہاں پولیس نظر نہیں آئی۔ قیدیوں نے جب جیل کے عملے کو فرار ہوتے دیکھا تو محمد مرسی سمیت تمام قیدی جیل سے باہر آگئے۔ نہ مرسی، نہ اخوان اور نہ ہی کسی اور نے جیل توڑا ہے۔ جیل ٹوٹا ہی نہیں تو کس جرم کی بنیاد پر مرسی کو سزا دی جارہی ہے۔

یہ بھی حیرت کی بات ہے کہ جرم کا سرے سے وجود ہی نہیں مگر مصری عدالتوں کا کمال دیکھیے کہ ایسے معدوم جرم کو بھی وجود دے دیا، مرسی کو اس کا مرتکب قرار دیا اور اسے اتنا بڑا جرم قرار دیا کہ اس پر مرسی کو پھانسی بھی دی جارہی ہے۔

مرسی کو 20 سال قید کی بھی سزا سنائی گئی ہے اور جرم یہ ہے کہ انہوں نے مظاہرین کو تشدد پر ابھارا ہے۔ تشدد کے جن واقعات کا ذکر کیا گیا ہے وہ دسمبر 2012 میں اس وقت پیش آئے تھے جب صدر مرسی صدارتی محل میں تھے اور فوج صدارتی محل کے گرد محاصرہ کیے بیٹھی تھی۔ جس کی وجہ سے مرسی کے ساری دنیا سے روابط منقطع ہوگئے تھے۔ پھر جب فوج نے دیکھا کہ حکومت مخالف مظاہرین میں اتنی قوت ہے کہ وہ حکومت کو نقصان پہنچاسکتے ہیں تو وہ پیچھے ہٹ گئی اور مرسی کو ان مسلح مظاہرین کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جن کے پاس دستی بم اور دیگر اسلحہ بھی موجود تھا۔ یہ صورتحال دیکھ کر اخوان المسلمون کے نہتے کارکن بھی صدارتی محل کی دفاع کے لیے باہر آئے جن پر مخالفین نے فائرنگ کی جس میں ان کے بہت سے کارکن شہید اور زخمی ہوگئے۔

عجیب بات یہ ہے کہ تشدد کا مظاہرہ مرسی کے مخالف مظاہرین نے کیا اور شہید وزخمی بھی مرسی کے حامی ہوئے مگر پھر بھی مجرم مرسی کو سمجھا جاتا ہے۔ اور اس ناکردہ جرم کے باعث انہیں 20 سال قید کی سزا بھی سنائی جاتی ہے۔ حالانکہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کا کہنا ہے کہ سیسی انتظامیہ نے عدالت کو کوئی ایسا ثبوت فراہم نہیں کیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ انہوں نے اپنے حامیوں کو تشدد پر اکسایا ہو یا اس کے حامیوں کی جانب سے کوئی متشدد واقعہ رونما ہوا ہے۔

اپریل 2015 میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی جانب سے شائع ہونے والی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مرسی کے خلاف بننے والا یہ مقدمہ انتہائی مضحکہ خیز ہے جس میں انصاف کی شکل مسخ ہوکر رہ گئی ہے۔

یاد رہے مصر کی جیلوں میں الاخوان المسلمون کے رہنما اور کارکنوں سمیت دیگر اسلام پسند قیدیوں کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تشدد کے باعث جیلوں میں مسلمانوں کی شہادتوں کا سلسلہ اور بھی تیز ہوگیا ہے۔ گذشتہ ہفتے مرسی دور کا رکن پارلیمنٹ محمد الفلاحی جیل میں شدید اذیتوں کے باعث شہید ہوگئے۔ اس سے قبل گذشتہ 15 مئی کو اخوان المسلمون کے ایک اہم رہنما اور مصر کے مشہور تجزیہ کار اور محقق فرید اسماعیل کو جیل عملے نے تشدد کرکے شہید کردیا تھا۔

وطن نیوز کی ایک حالیہ رپورٹ میں آیا ہے کہ مصر کی جیلوں میں اسلام پسندوں پر حد سے زیادہ مظالم جاری ہیں۔ گذشتہ سال جون کے مہینے سے اب تک مصر کی جیلوں میں ظلم اور وحشت کے نتیجہ میں اخوان المسلمین کے 135 بڑے اور چھوٹے رہنما شہید کیے جاچکے ہیں۔ مگر ان کے متعلق کسی نے تحقیق کی اجازت نہیں دی۔ انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ہیومن رائٹس نے کہا ہے کہ مصر کی جیلوں میں قیدیوں پر بڑے اذیتناک مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ مگر ان وحشیوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ السیسی کی باقاعدہ سیاسی پالیسی ہے۔

ایک تازہ ترین رپورٹ میں ہیومن رائٹس نے یہ بھی کہا ہے کہ مصر کی پولیس جیلوں میں تعلیمی اداروں کے کم عمر نوجوانوں اور خواتین پر جنسی زیادتی بھی کرتی ہے۔ ان بد اخلاقیوں پر السیسی انتظامیہ کی مجرمانہ خاموشی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی اپنے سیاسی مخالفین کے خلاف سیاسی منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔

بس السیسی کا خیال یہ ہے کہ بڑے پیمانے پر مخالفین کو ہلاک کرنے، انہیں جیلوں میں ڈالنے اور پھانسی دینے سے اس کا اقتدار طویل ہوجائے گا اور وہ اپنی اسی سوچ پر عمل پیرا ہے۔

> محترم قارئین آپ خود دیکھ لیں۔ مصر ایک ایسا ملک ہے جہاں کوئی شخص جیل میں بند ہے اور حکومت اسے جیل سے باہر ہونے والے کسی جرم کا مرتکب بھی قرار دے رہی ہے۔ ایسا ہونا اگرچہ ناممکن ہے مگر حکومت کی بات پھر بھی صحیح سمجھی جاتی ہے اور اس ملزم سے وابستہ الزام کو درست سمجھ کر اسے پھانسی بھی دی جاسکتی ہے۔

السیسی انتظامیہ اور عدالتوں کی عملی اسلام دشمنی صرف مصر تک ہی محدود نہیں بلکہ جہاں تک ان کی کوشش ہوتی ہے وہاں تک اپنی اسلام دشمنی دکھاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب مصر کے بے گناہوں کو سزا دے کر ان کے کلیجے ٹھنڈے نہیں ہوئے تو اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اپنی اسلامی دشمنی کا دامن غزہ تک بھی پھیلادیا جو ہر طرف اسرائیل کے محاصرے میں ہے اور ان کی امیدیں صرف اور صرف مصر سے وابستہ ہیں۔

السیسی انتظامیہ کی عدالتوں نے امریکا اور اسرائیل کو خوش کرنے کے لیے حماس تحریک کو دہشت گرد تنظیم قرار دیا اور دنیا سے مطالبہ کیا کہ اسے دہشت گردوں کی فہرست میں شامل کیا جائے۔ اسی لیے مصر کے طیارے وقتاً فوقتاً فلسطینی مسلمانوں کے علاقے "رفح" کے سرحدی علاقے کے لوگوں پر جو غزہ سے متصل واقع ہیں بمباری کرتے رہتے ہیں۔ جس میں اب تک سینکڑوں مسلمان شہید یا زخمی ہوچکے ہیں۔ اس کے علاوہ مصری فوجیوں نے "رفح" میں مظلوم مسلمانوں کے رہائشی مقامات میں 200 گھر مسمار کردیے ہیں اور آئندہ مزید 500 گھروں کو مسمار کرنے کا منصوبہ ہے۔

غزہ جس کی اسلامی دنیا میں سے صرف مصر کے ساتھ مشترکہ سرحد واقع ہے اور دیگر تمام اطراف سے اسرائیل کے محاصرے میں ہے اپنی تمام تر ضرورت کی چیزیں

رفح کے راستے مصر سے برآمد کرتا ہے۔ السیسی اسرائیل کے اشارے پر درجہ بالا اقدامات اس لیے کر رہا ہے تاکہ غزہ کے غیور شہری اور خصوصاً حماس پر محاصرہ تنگ کیا جائے اور اس طرح انہیں اسرائیل کے خلاف مقدس جہاد سے دستبردار کیا جائے۔ واضح ہوگیا کہ امریکا اور اسرائیل نے اسی مقصد کی خاطر السیسی کو اقتدار دلایا تھا۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ مصر اور غزہ دونوں میں ظلم وجبر کا واحد ہدف اسلام پسندوں کی مزاحمت کا خاتمہ کرنا ہے۔ مگر مصری حکومت کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جبر وتشدد کے ذریعے حق وصداقت کی جنگ کا خاتمہ آج تک نہیں کیا جاسکا اور نہ آئندہ یہ ممکن ہوگا۔ مصر کی گذشتہ حکمران بھی یہ خواہشیں اپنے ساتھ لے کر مٹی میں مل گئے السیسی بھی یوں ہی چلا جائے گا۔ حق اور صداقت نے کبھی ظلم اور جبر کے آگے سر نہیں جھکایا اور کسی نہ کسی دن یہ قربانی رنگ لے آئے گی۔

ڈاکٹر محمد مرسی کو اگرچہ عدالتوں نے پھانسی کی سزا سنادی ہے اور انہیں دفاع کے لیے وکیل رکھنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ مگر عملاً یہ سزا اس وقت دی جاسکتی ہے جب مصر کا مفتی اعظم اس کی تصویب کردے۔ مصر کا مفتی اعظم حکومتی مفتی ہے شاید بدنامی سے خود کو بچانے کے لیے اس کی تصویب نہ کرے مگر اس کا بھی امکان ہے کہ حکومتی مفتی بھی حکومتی قاضیوں کے نقش قدم پر چلے اور السیسی کی مرضی کے مطابق اس سزا کی تصویب کردے۔ پھر محمد مرسی کے پاس صرف رحم کی ایک فضول سی اپیل رہ جائے گی جو شاید وہ خود بھی نہ کریں۔

مگر سوال یہ ہے کہ اگر واقعتاً مرسی کو سزا دے دی جاتی ہے تو اس کا رد عمل کیا ہوگا؟ اکثر تجزیہ کار اس سوال کے جواب میں فطری رد عمل کی بات کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اخوان المسلمون سے تعلق ہو یا نہ ہو مصر کے تمام تر اسلام پسند سڑکوں پر نکل آئیں گے جن پر مصر کی سیکولر اور ظالم فوج کی جانب سے شدید ظلم ہوگا اور شاید ہزاروں مسلمانوں کا خون بہ جائے۔ اگر ڈیکٹیٹر پر عالمی دباو بڑھ گیا اور وہ استعفی دینے پر جلدی راضی ہوگیا تو عبوری حکومت کا قیام اور اس کے بعد انتخابات ہوں گے مگر ایسا نہیں لگتا کہ اقتدار کا حد سے زیادہ بھوکا السیسی اس قدر جلد اقتدار چھوڑنے پر تیار ہوجائے گا۔ بلکہ اس کے ظلم وجبر کا سلسلہ شاید بہت زیادہ طویل ہوجائے جس کے نتائج شاید ساری دنیا کی توقعات کے بر خلاف ہوں۔

یہ فطری بات ہے اور تجزیہ کاروں کی یہ بات بالکل بجا ہے۔ مگر ایسا کرنے کا ایک حتمی نتیجہ اور بھی ہے جس کا کسی نے ذکر نہیں کیا مگر میں اس کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ مصر میں حکومت کے خلاف مسلح مزاحمت کا آغاز ہوجائے گا۔

محترم قارئین جانتے ہوں گے کہ اخوان المسلمین ایک عالمی دینی سیاسی تنظیم ہے۔ یعنی دنیا کے اکثر اسلامی ممالک میں مختلف ناموں سے اس نظریے کے قریب قریب نظریات رکھنے والی تنظیمیں موجود ہیں۔ جو سب کے سب اخوان المسلمون کو اپنے سیاسی نظریات کا امام سمجھتی ہیں۔ اسلامی دنیا میں بعض ممالک میں یہ لوگ واضح اکثریت کے ساتھ اقتدار کو بھی پہنچے ہیں۔ اور کئی ممالک میں ان تنظیموں نے اپنے ممالک کے خلاف اسلحہ بھی اٹھایا ہے۔ مگر مصر جہاں سے اس فکر اور نظریے کی شاخیں دیگر ممالک کو پہنچی ہیں وہاں گذشتہ 8 عشروں سے ملک کی ہر حکومت کی جانب سے انہیں ظلم اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اب تک انہوں نے اسلحہ نہیں اٹھایا اور سیاسی میدان میں اپنی جنگ آگے بڑھا رہے ہیں۔

مگر اب ایسا لگتا ہے کہ نوجوان نسل میں مزید سیاسی جدوجہد جاری رکھنے کا حوصلہ نہیں رہا۔ یہ جنگ اب صرف نوجوانوں کے ہاتھوں میں چلی جائے گی کیوں کہ مصری حکومتوں کی جانب سے ظلم وجبر اور دنیا کی بے توجہی نے مصری نوجوانوں کو سیاسی جدوجہد سے مایوس کردیا ہے اور دوسری جانب مشرق وسطی کے حالات بھی اب ماضی سے بہت مختلف ہیں۔

مصر کے پڑوس میں فلسطینی نوجوان اسرائیل کی جانب صرف پتھر پھینک سکتے تھے مگر اب انہیں فلسطینی نوجوانوں کی تحریک حماس اپنے ہاتھوں سے بنائے جانے والے میزائلوں سے اسرائیل کے بہت سے شہروں کو نشانہ بناسکتے ہیں۔ اسرائیل کے مقابلے میں نہ صرف یہ کہ دوماہ تک جنگ کو آگے بڑھاسکتے ہیں بلکہ اس طویل جنگ میں انہیں شکست بھی دے سکتے ہیں اور ان کے 60 سے زیادہ فوجی مار بھی سکتے ہیں۔

میرا اشارہ گذشتہ سال کے مئی اور اگست کے مہینوں میں غزہ پر اسرائیل کے وحشیانہ حملوں کی جانب ہے۔ جو 51 روز تک جاری رہے جس میں بچوں اور خواتین سمیت ہزاروں بے گناہ مسلمان شہید اور زخمی ہوگئے۔ سارا غزہ کھنڈرات میں بدل گیا مگر حماس نے اس ایٹمی طاقت کے خلاف دفاعی جنگ بہت بہادری سے جاری رکھی جس میں اسرائیل کے بقول 60 کے قریب اسرائیلی فوجی ہلاک ہوگئے تو وہ پسپائی پر مجبور ہوگئے۔

یہی مشرق وسطی جہاں کوئی کسی حکومت کے خلاف فائرنگ کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا

اب وہاں جہادی تحریکیں اس قدر مضبوط ہوگئی ہیں کہ امریکا اور برطانیہ کے جیسے بڑی طاقتوں کو بھی عراق میں طویل دس سالہ جنگ میں تاریخی شکست دے دی۔ عراق اور شام میں بڑے بڑے صوبوں پر ان کے قبضے ہورہے ہیں۔ ایک ایک حملے میں 500 مخالفین کو ہلاک کر سکتے ہیں۔ اور قریب ہے کہ ان کے ہاتھوں عراق اور شام جیسی بڑی طاقتیں ختم ہو جائیں جن کی پشت پر بڑی طاقتیں کھڑی ہیں۔

اگر واقعتا محمد مرسی کو پھانسی ہو جاتی ہے تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ قیادت کے باقی ماندہ بڑے رہنما تو شاید پھر بھی حکومت کے خلاف جنگ کا اعلان نہ کر دیں مگر نوجوانوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو جائیگا۔ سیاسی کوششوں کو وہ فضول سمجھنے لگیں گے، مشرق وسطی کی جہادی تحریکوں کو دیکھتے ہوئے انہیں بھی اپنے مسائل کا حل مسلح مزاحمت میں نظر آئیگا۔ اور وہ بھی اسی راہ پر چل پڑیں گے۔

مشرق وسطی میں نئی اٹھنے والی مزاحمتی تحریکوں نے اس قدر جلد کامیابیاں حاصل کیں تو اخوان جیسی قدیم تنظیمیں کس طرح عوامی حمایت سے محروم رہ سکتی ہیں جس کے عوام میں گہرے ریشے اور پختہ جڑیں قائم ہیں۔ اور ناممکن ہے کہ مصری حکومت ان کے مقابلے میں جم سکے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ مسلح بغاوت پھر مصر تک محدود نہیں رہے گی۔ کیوں کہ ماضی اور حال میں اخوان پر مظالم ڈھائے گئے یا آئندہ جن ممالک سے اس طرح کے ظالمانہ سلوک کی توقع ہے ان سب نے اعتماد کھو دیا ہے۔ صرف اسلامی یا عربی دنیا ہی نہیں پوری دنیا کا اس بات پر یقین ہے کہ اخوان کو اقتدار سے دور کرنے اور ان کے رہنماوں کو پھانسیاں دلوانے میں پوری عربی دنیا کے حکمرانوں کا ہاتھ ہے۔

اس قدر مظالم اور وحشتوں کے باوجود مصر کے قصاب جنزل السیسی پر عرب حکومتوں کی مہربانی نے پورے عالم اسلام خصوصا عرب ممالک کو شدید ناراض کر دیا ہے۔ یمن کے قضیے میں دنیا بھر کے مسلمانوں نے اپنی ناراضگی کا عملی ثبوت پیش کر دیا ہے۔ اس مسئلے میں عرب اتحاد کو مسلمان عوام کی حمایت کی اشد ضرورت تھی اور ان کی حمایت حاصل کرنے کے لیے انہوں بہت کوششیں بھی کیں مگر پھر بھی ناکام رہے۔ عام مسلمانوں کی جانب سے حمایت اور تعاون کی کوئی کرن نظر نہ آئی۔ مراکش سے انڈونیشیا تک ایک اسلامی ملک میں بھی کسی نے نہیں دیکھا کہ کسی نے عربوں کی حمایت میں عام مسلمانوں نے مظاہرے کیے ہوں۔ یا سڑکوں پر نکل آئے ہوں۔ جن ممالک میں چھوٹے چھوٹے مظاہرے دیکھنے میں آئے وہ بھی حکومتی تنظیموں کی جانب سے ہوئے اور ان میں حرمین کی دفاع کی بات کی گئی۔ حرمین کی دفاع کی بات نہ ہوتی تو یہ چھوٹے مظاہرے بھی دیکھنے کو نہ ملتے۔

حقیقت یہ ہے کہ اکثر عرب حکمرانوں اور حکومتوں کو عام مسلمانوں میں شدید ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ عرب حکمرانوں کو یہ بات ذہن سے نکال دینی چاہیے کہ یہ سب لوگ خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔ انہیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ انہوں نے شعور اور بیداری کی جانب سفر کا آغاز کر دیا ہے۔ اور شعور اور بیداری کے اس دور میں ہر باشعور مسلمان یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہے کہ یمن کی کرپٹ حکومت کے صدر منصور ہادی کو اگر حکومت سے ہٹانا جرم ہے، اور حوثی باغی ہیں اور منصور کو پھر سے اقتدار دلانا اتنا ضروری ہے کہ عرب اتحاد تشکیل دیا جائے اور یمن پر ہوائی بمباری شروع کی جائے تو مرسی کی اسلام پسند، صالح اور قانونی حکومت کا بے رحمانہ خاتمہ، دسیوں ہزار مسلمانوں کو مارنا، معذور کرنا اور جیلوں میں ڈالنا جرم کیوں نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے دوبارہ قیام کے لیے کمزور سی کوشش کیوں نہیں کی جاتی؟ اگر حوثیوں کی مدد کرنے والے بھی مجرم ہیں تو ہزارہا انسانوں کے قاتل جنزل السیسی اور ان کے حامی اور مدد کرنے والے عرب حکمرانوں کو کیوں مجرم نہیں سمجھا جاتا۔

اگر امریکا اور دیگر مغربی قوتیں السیسی کی حمایت کر کے منافقت کر رہی ہیں تو اس کی وجہ اسلام دشمنی ہی ہوگی کیوں کہ السیسی کی موجودگی میں ان کے مفادات کا تحفظ ہوگا عرب حکمران کیوں اس حوالے سے بے انصافی کا شکار ہیں۔

یہ اب وہ دور ہے کہ عرب حکمران اس بات پر پھر سے غور کریں۔ اپنے گذشتہ اعمال پر توبہ کریں، عملی طور پر اسلام سے وابستہ محبت کا اظہار کریں اور ساری بے انصافیوں کا ازالہ کریں۔ اس کے بغیر مسلم دنیا تو در کنار اپنی عوام کی حمایت بھی حاصل نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی اپنی حکومت کی حفاظت کر سکیں گے۔

❖❖❖

جارح فوجی اور عوام کاقتل عام

سید سعید

امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے 8 جون کو افغانستان کی جنگ میں جنگجو امریکی فوجیوں کی زبانی بے گناہ افغان شہریوں کو ہلاک کرنے کی رپورٹ نشر کی ہے۔ رپورٹ میں امریکی فوجیوں کے سیل ٹیم 6 کے نام سے مخصوص فوجیوں کی زبانی لکھا گیا ہے کہ " 2006 سے 2008 تک جو افغانستان میں ان کی کارروائیوں کا شدید دورانیہ تھا ہر رات کو وہ 10، 15 یا 25 افغان باشندوں کو مار دیتے "۔ رپورٹ میں ہلمند کا ایک واقعہ مثال کے طور پر ذکر کیا گیا ہے جس میں امریکی فوجیوں کی کارروائی کا ہدف ایک طالبان کمانڈر تھا مگر اس میں عام لوگوں کو مارا گیا۔

اگر اوسطا ایک دن اور رات میں امریکی حملوں میں 20 افغان شہریوں کی شہادت فرض کریں تو ایک مہینے میں 600 افغان شہری مارے گئے ہیں، سال میں 7200 اور دو سالوں میں 14400 عام افراد شہید ہو گئے ہیں۔ اگر عوامی نقصانات کی یہی سالانہ شرح یعنی 7200 کو 2002 سے 2014 تک جو جارحیت پسندوں کے اپنے اعلان کے مطابق جارحیت کا آخری سال ہے تو ان تیرہ سالوں میں 93600 عام افغان شہری امریکی حملوں کا نشانہ بنے ہیں۔

عام لوگوں کی شہادت کے حوالے سے مذکورہ بالا اعداد وشمار میں سال 2001 کے آخری چار ماہ اکتوبر، نومبر اور دسمبر کے عوامی نقصانات جمع نہیں کیے گئے۔ مبصرین کے مطابق 2001 کے آخری تین ماہ میں جب طالبان حکومت حملوں کے زد میں تھی لاکھوں افغان شہری شہید ہوئے۔

امریکا میں براون یونیورسٹی کے عالمی امور کے تحقیقاتی ادارے نے جون کے پہلے ہفتے میں "جنگ کے نقصانات" کے عنوان سے دیے گئے رپورٹ میں لکھا ہے کہ :2001 سے 2014 تک افغانستان اور قبائلی علاقوں میں امریکی جارحیت کے باعث 149 سے زیادہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اور 1 لاکھ 62 ہزار سے زیادہ زخمی ہو چکے ہیں "۔ رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ ہلاک ہونے والے افراد میں ایک لاکھ افغان باشندے اور 49 ہزار قبائلی افراد ہیں۔

اگرچہ اب تک ان عام افغان شہریوں کے باقاعدہ تحقیقی اعداد وشمار واضح نہیں ہوئے جو جارحیت پسندوں کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں مگر تجزیہ کاروں کا اندازہ ہے کہ اگر پوری باریکی سے تحقیقی اعداد وشمار جمع کر لیے جائیں تو ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد مذکورہ اعداد وشمار سے زیادہ ہو گی ۔ جارحیت پسند فوجیوں کے حملوں میں زخمی اور دائمی معذور ہونے والے شہریوں کے تحقیقی اعداد وشمار بھی واضح نہیں ہیں ۔ اگر ہلاک ہونے والے شہریوں کی تعداد کو دیکھا جائے تو لگتا یہی ہے کہ معذوروں کی تعداد اس سے بھی کہیں زیادہ ہو گی۔

اسی طرح ایسے کچھ تحقیقی اعداد وشمار بھی نہیں ہیں جس میں یہ بتایا جائے کہ جارحیت پسندوں کی بمباریوں، چھاپوں اور آپریشنوں میں افغانستان اور افغان عوام کو کتنا مالی اور مادی نقصان پہنچا ہے۔

نیویارک ٹائمز کی اس رپورٹ کے حوالے سے اب تک نہ کابل انتظامیہ نے کوئی رد عمل ظاہر کیا ہے اور نہ ہی پارلیمنٹ ، اسمبلی، افغانستان کے انسانی حقوق کے آزاد کمیشن اور سول سوسائٹیز نے کچھ کہنے کی کوشش کی ہے۔ افغانستان میں اقوام متحدہ کا نمائندہ دفتر "یوناما" وقتا فوقتا عوامی نقصانات کے حوالے سے رپورٹیں نشر کرتا ہے مگر نیویارک ٹائمز کے مذکورہ بالا رپورٹ کے حوالے سے تادم تحریر اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔

جارحیت پسندوں نے افغانستان پر جارحیت کے آغاز کے ساتھ ہی ایسی افواہیں پھیلائیں کہ وہ فضا سے زمین کے اوپر ایک سینٹی میٹر تک کوئی چیز دیکھ سکتے ہیں بلکہ اس کی آواز بھی سن سکتے ہیں مگر انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کے حملوں میں بار بار بڑی بڑی بستیاں اجڑ گئیں۔ گاڑیوں کی قطاریں نشانہ بنیں۔ شادیاں، میلے، جنازے بمباریوں کا نشانہ بنے ۔ اس طرح کے ایک ایک واقعے میں درجنوں بلکہ سینکڑوں افراد شہید ہو گئے۔

جارحیت پسندوں نے افغانستان پر حملے کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کا نام دیا حالانکہ اب تک دہشت گردی کی کوئی تعریف متعین نہیں کی گئی مگر اسی بے تعریف نام پر صرف افغانستان ہی میں لاکھوں افراد شہید اور معذور اور بے شمار مالی اور مادی نقصانات سے دوچار کئے گئے۔

یمن میں انسانی المیہ اور سعودی عرب کے لیے کرنے کے کام

حسن مومند

اسلامی دنیا کے مشہور اور تاریخی لحاظ سے دنیا کا اہم ملک یمن بڑے عرصے سے داخلی خلفشار اور بیرونی مداخلتوں کا شکار ہے۔ پاک، دیندار، صالح، وطن دوست اور عوامی خدمت کا جذبہ رکھنے والی قیادت اب تک یمن کو میسر نہ ہوئی، اس لیے باوجود اس کے کہ یہ مشرق وسطی میں واقع ہے مگر مشرق وسطی کے دیگر ممالک کی طرح یہ کوئی امیر ملک نہیں بلکہ ایسا غریب اور پسماندہ ملک ہے جس کی حکومت دوسروں کی مدد کے بغیر نہیں چل سکتی۔

ملک کے جنوبی اور مشرقی حصوں میں قدرتی ذخائر تو ہیں مگر اب تک اس سے کوئی قابل ذکر استفادہ نہیں کیا جاسکا ہے۔ چونکہ یہ ملک پانی کی قلت کا شکار ہے اس لیے اس ملک کی زراعت اور معیشت کمزور ہے۔ اور 25 ملین نفوس کی آبادی رکھنے والا یہ ملک اپنی غذائی ضرورت پوری کرنے کے لیے 90 فیصد گندم باہر سے برآمد کرتا ہے۔ اس لیے اس ملک کے شہری اقتصادی لحاظ سے بہت کمزور ہیں اور دوسری جانب یہاں غذائی اشیا کی قیمتیں بہت اونچی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ جس ملک میں لوگوں کی قوت خرید کمزور ہو اور قیمتیں اونچی ہوں تو اس ملک میں زندگی گذارنا مشکل ہو جاتا ہے اور پھر جب اس پر جنگ بھی مسلط کر دی جائے تو رہی سہی کسر بھی پوری ہوجاتی ہے۔ بدقسمتی سے یمن کے شہری اسی حالت کا شکار ہیں۔

یمن میں گذشتہ سال 2014 اگست میں جب حوثی باغیوں نے یمن کی حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے تحریک کا آغاز کیا اور بالآخر صنعاء کی حکومت پر مکمل قبضہ کرنے میں انہیں کامیابی ملی اور یمن کی حکومت گر گئی تو اس ملک میں بیروزگاری بڑھنے لگی۔ گندم اور دیگر غذائی اجناس کی برآمد بند ہو گئی جس کی وجہ سے یہاں غذائی اجناس کی شدید قلت ہو گئی۔ رواں سال 26 مارچ کو سعودی عرب کی قیادت میں عرب اتحاد کے فضائی حملوں کا آغاز ہو گیا جو دو ماہ تک جاری رہے، ان بمباریوں میں بہت سے رہائشی علاقے کھنڈرات میں بدل گئے، بہت سے بڑے علاقوں اور صوبوں میں لوگ اپنے گھروں کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ کئی علاقوں کے ذرائع آب رسانی اور آبپاشی ختم ہو گئے۔ جانور بھوک پیاس سے ہلاک ہونے لگے اور طرح طرح کی بیماریاں پھیل گئیں۔ گندم، دوائیں اور دیگر غذائی اجناس کی قیمتیں اتنی اونچی ہو گئیں کہ غریب یمنیوں کی بساط سے باہر ہو گئی ہیں۔ ملک پر قحط کی فضا طاری ہے اور ایک بڑا انسانی المیہ سامنے آنے کا خطرہ ہے۔

اقوام متحدہ کے زراعت اور خوراک کے ادارے کی روم کی شاخ کے سربراہ کے بقول بہت سے علاقوں میں پانی اور غذائی مواد کی قلت کے باعث انتہائی خطرناک صورتحال سامنے آرہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یمن اپنے 25 ملین انسانوں کے لیے گندم باہر سے درآمد کرتا تھا۔ اب جنگ کے باعث گندم کی درآمد رک گئی ہے۔ پانی کے ذخائر اور آب پاشی کے ذرائع تباہ ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے جانور شدید بیماریوں میں مبتلا ہیں اور بڑی سطح پر ان کی ہلاکتیں ہو رہی ہیں۔ زخمیوں کے لیے دوائیں دستیاب نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ شدید تشویش کا شکار ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ بمباریوں سے نقصان اٹھانے والے افراد کی اصل تعداد تو واضح نہیں ہے مگر سعودی نے صوبہ سعادہ کے تمام شہریوں کو نکلنے کا حکم دے دیا ہے

اور یہ صوبہ جواب بڑے پیمانے پر بمباری کا ہدف بن گیا ہے یہاں کے ساری شہریوں کو علاقہ چھوڑنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ یہ بڑے پیمانے پر ہجرت ہے اور وہ لوگ جن کے گھر کھنڈرات بن گئے ان کے لیے بہت بڑی مصیبت ہے۔ اتنے کم عرصے میں اتنے بڑے پیمانے پر انسانوں کو سایہ کیسے فراہم کیا جاسکے گا جب اس کا ہر شہر اور ہر گاوں بمباری کا نشانہ ہے۔

یاد رہے کہ 2008 میں 116 ممالک کے درمیان ہونے والے معاہدے میں کہا گیا تھا کہ جنگوں میں کیمیائی بموں کا استعمال انسانیت کشی ہے اور اس کے منع ہونے کا اعلان کیا گیا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ سعودی عرب اور اس کے اتحادیوں میں سے کسی نے بھی اس معاہدے پر دستخط نہیں کیے جس طرح امریکا نے بھی اس پر دستخط نہیں کیے مگر دستخط نہ کرنے کی وجہ سے یہ لوگ اس قانون سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتے۔ اگر یہ کام انہوں نے یقینا کیا ہے تو یہ لوگ یقینا جنگی مجرم ہیں۔ جنگوں میں دونوں فریق انسانی حقوق کا خیال نہیں رکھتے مگر قانونی ذمہ داری سے خود کو مبرا ابھی نہیں قرار دے سکتے۔

مختصر یہ کہ اس انسانی المیے کی اصل وجہ تو حوثی باغی ہیں مگر یمن پر سعودی عرب کی قیادت میں اتحادیوں کے حملے عام لوگوں کے لیے شدید نقصان کا باعث ہیں۔

حوثی باغی کسی بھی علاقے پر قبضہ کے لیے انہی تیکنیکوں کا استعمال کرتے ہیں جو اسد ملیشیا شام میں کرتی ہے۔ یعنی جس علاقے پر قبضہ کرنا ہوتا ہے اس کے تمام غذائی اجناس کی فراہمی کے راستے اور پانی کے راستے بند کر دیتے ہیں اور جب علاقے پر قبضہ کرتے ہیں تو وہاں بڑے پیمانے پر وحشیانہ کارروائی کی جاتی ہے۔

محترم قارئین! شاید بہت سے لوگوں کو گذشتہ اپریل کے مہینے میں عربی اور دیگر عالمی میڈیا کے ذریعے یہ خبر معلوم ہوگئی ہو کہ عدن، المعلاء، التواہی، القلوعہ اور کریتر نامی علاقوں کے پانی فراہمی کی بڑی لائنیں اور عدن کا برقی سٹیشن حوثی باغیوں نے اڑا دیا ہے۔

لندن سے شائع ہونے والے اخبار الشرق الاوسط نے لکھا ہے کہ حوثیوں نے تمام اخلاقی اصول پامال کر دیے ہیں اور اپنے زیر قبضہ علاقوں میں عام لوگوں کے مالوں اور عزتوں کی پامالی شروع کر دی ہے۔

یمن میں انسانی حقوق کے عالمی ادارے نے کہا ہے کہ اپریل کے دوسرے عشرے کے آغاز میں صنعا، عدن، صعدہ، الحدیدہ، الزمار اور ادلب میں انسانی حقوق کی پامالی کے 400 واقعات رپورٹ کیے گئے اور جو رپورٹ نہیں ہوئے وہ تو حساب سے باہر ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ غیروں کے ورغلانے پر حوثیوں کی بغاوت، حکومت کا خاتمہ اور پھر مذہبی لحاظ سے مسلمانوں کے اہم ترین ملک سعودی عرب کو دھمکیاں یمنی عوام کی حالیہ تباہیوں کا باعث ہیں۔ اس لیے حوثیوں کی بغاوت قطعی طور پر قابل قبول نہیں۔ مگر اس تلخ حقیقت کا بھی اعتراف کرنا ہوگا کہ سعودی عرب کی قیادت میں عرب اتحاد کی تشکیل اور پھر حوثیوں پر فضائی بمباری، نہ صرف یہ کہ یہ سعودی عرب کے لیے مفید نہیں بلکہ یمنی عوام کے لیے اس سے بڑی تکلیفیں اور مشکلات بھی پیدا ہوگئیں ہیں۔ یعنی پانی اور خوراک کی بے انتہا قلت اور بڑے پیمانے پر لوگوں کی ہجرت وہ مشکلات ہیں جو یمن کی غریب عوام کے لیے قابل برداشت نہیں ہیں۔ مگر افسوس یہ کہ نہ جنگ سے قبل ان مشکلات کی روک تھام کے لیے کوئی تدبیر اختیار کی گئی اور نہ اب اس کا کوئی حل تلاش کیا جارہا ہے۔

> اس ملک میں جہاں حجاز مقدس عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد اور مسکن ہے وحی کے نزول کا مقام ہے اور اسلامی عقائد اور شریعت کا اولین منبع ہے۔ اس لیے سعودی حکومت اور شہری دونوں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کا دلی مطالبہ یہ ہے کہ شریعت کا رنگ ہر چیز پر غالب ہونا چاہیے۔

سعودی عرب کے لیے ہرگز مناسب نہیں کہ اس کے ہاتھوں کسی مسلمان ملک یا عوام کو نقصان اور تکلیف پہنچے۔ یمن کے مسلمانوں کو اگر سعودی بمباری سے تکلیف ہوتی ہے تو یہ سعودی عرب کے مقام اور حیثیت کے لیے انتہائی نقصان دہ بات ہے۔

اسلامی دنیا جس کی اکثریت اہل سنت والجماعۃ پر مشتمل ہے سعودی عرب کو امتیازی شان اور احترام دیتی ہے۔ یہاں حرمین شریفین کی موجودگی کی وجہ سے ہر مسلمان اس ملک کو پیش آنے والی ایک حقیقی خطرے اور پریشانی کو برداشت نہیں کرپاتا۔ اور اس ملک کی دفاع اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ سعودی عرب کو اسلامی دنیا میں جو مقام حاصل ہے اسے اپنا مقام بھولنا نہیں چاہیے، وہ جو بھی قدم اٹھائے اپنے مقام کو سامنے رکھ کر اٹھائے۔

جب پوری اسلامی دنیا سعودی عرب کو احترام سے دیکھتی ہے تو پوری دنیا پر رحم کرنا

بھی سعودی عرب کی ذمہ داری ہے اور سعودی عرب کو اپنی یہ ذمہ داری نبھانی چاہیے۔

اسلامی دنیا کے جس حصے اور جس ملک میں عوام درد اور غم میں مبتلا ہوں سعودی عرب کو چین سے نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ دردمند اور غم زدہ عوام اور ممالک کے غم درد میں شریک ہو۔ وہ پریشانی اور غم آسمانی آفات کی وجہ سے ہوں یا عالمی قوتوں یا پڑوسی ممالک کے ظالم حکام کی جانب سے۔ مگر بدقسمتی سے سعودی عرب کو جس طرح ہونا چاہیے تھا ویسا بن کر نہیں دکھایا۔ عملاً بہت کم مقامات پر سعودی عرب کو مسلمانوں کے غموں میں شریک دیکھا گیا ہے۔ اکثر اوقات اسلامی دنیا کے بہت بڑے حوادث میں بھی سعودیہ نے خود کو لاتعلق ظاہر کیا اور انتہائی بے اعتنائی کا مظاہرہ کیا ہے۔

گذشتہ مئی اور اگست کے مہینوں میں غزہ پر اسرائیلی وحشیانہ حملے 51 روز تک جاری رہے جس میں بچوں اور خواتین سمیت ہزاروں بے گناہ مسلمان زخمی اور شہید ہو گئے۔ سارہ غزہ کھنڈر بن گیا مگر سعودی عرب نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں اور ایسی خاموشی اختیار کی جیسے درد والم کا کوئی چھوٹا سا واقعہ بھی پیش نہیں آیا۔

اسی طرح مصر میں السیسی کی باغی انتظامیہ کی جانب سے بچوں، خواتین اور ضعیف العمر افراد سمیت ہزاروں اسلام پسندوں کو شہید اور زخمی کیا گیا۔ انہیں جیلوں میں ڈالا گیا جنہیں اب جیلوں میں پھانسیوں کی سزائیں سنائی جارہی ہیں۔ سعودیہ نے نہ صرف یہ کہ اس ظلم کے خلاف کسی چھوٹے سے فورم پر کوئی آواز نہیں اٹھائی بلکہ اس کے برعکس السیسی کی ظالم انتظامیہ کی حمایت کی اور بڑے پیمانے پر مالی مدد بھی کی۔

برما میں ہزاروں مسلمانوں کو وحشی بودھوں کی جانب سے ہلاک کیا گیا، زندہ جلایا گیا، ان کی عزتیں تار تار کی گئیں، لاکھوں بے گھر ہو گئے یہاں تک ملک کی شہریت سے محروم کیے گئے، مساجد اور پوری پوری بستیاں بودھوں نے جلادیں مگر سعودیہ نے نہ اپنا عالمی اثر ورسوخ استعمال کیا اور نہ ہی خود براہ راست اس خوانخوار سلسلے کی روک تھام کے لیے موثر کوشش کی۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی دنیا کے متعلق سعودیہ کی اس پالیسی کو لوگ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اور سعودیہ سے اس حوالے سے سخت ناراض ہیں۔ سعودیہ کے لیے لازمی ہے کہ وہ اپنی اس پالیسی میں تبدیلی لائے تاکہ اس کے مقام اور حیثیت کو نقصان نہ پہنچے اور اس کی ساکھ خراب ہونے سے بچے۔ سعودی حکومت نے بار بار یہ عزم ظاہر کیا ہے کہ جب تک حوثی ہتھیار نہیں ڈالتے قانون کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرتے اور یمن کے قانونی صدر کو دوبارہ اقتدار نہیں مل جاتا تب تک حوثیوں پر حملے جاری رہیں گے۔

> اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو چاہیے کہ انہیں معروف کا پابند بنانے اور منکرات سے روکنے کے لیے متحرک ہو جائے۔ جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت پر بھی توجہ دے۔ یہ بات انتہائی لازمی ہے کہ اپنی نوجوان نسل کو بے حیا مغربی کلچر کا نشانہ بننے سے محفوظ رکھے۔ اور دین کے نام اور شکل میں ان چوروں کا بھی راستہ روکیں جو کم علم اور کم عمر مسلمانوں میں خوارج اور دیگر گمراہ فرقوں کے افکار، اہل سنت والجماعت کے متفقہ عقائد سے انکار سلف صالحین کے سب وشتم کی دعوت پھیلانا چاہتے ہیں۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ دنیا کے ہر ملک کی طرح سعودی عرب بھی اپنی سیکیورٹی کو لاحق خطرات برداشت نہیں کر سکتا۔ اور وہ بھی جب خطرات کسی اور ملک کے باغی گروپ کی جانب سے ہوں۔ مگر چونکہ باغیوں کے خاتمے کے ساتھ ساتھ عام مسلمان بھی متاثر ہو رہے تھے تو سعودی عرب کو چاہیے تھا کہ ان خطرات کے خاتمے کے لیے سفارتی محاذ پر عالمی سطح پر اپنی تمام کوششیں بروئے کار لاتا۔ اور اسلامی دنیا کے بااثر ممالک کو اس مسئلے کے حل کے لیے فوری موثر کردار ادا کرنے کا مطالبہ کرتا۔ یا یہ ممالک خود اس مسئلے میں ثالثی کا کردار ادا کرنے کے لیے آگے آتے۔ یمن کا مسئلہ انتہائی چھوٹا مسئلہ تھا مگر اس کا پرامن حل اس لیے نہیں نکلا کہ اس کے حل کے لیے کسی بھی ملک نے کوئی چھوٹا سا اقدام تک نہیں کیا۔

سعودی عرب مذکورہ بالا چند اہداف کے حصول کو جنگ کے مقاصد بتاتا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو بمباری کے ذریعے ان اہداف کا حصول ناممکن لگتا ہے۔ نہ منصور ہادی کو دوبارہ اقتدار دلانا آسان ہے اور نہ ہی اس قدر جلد حوثی پسپا ہونے اور ہتھیار ڈالنے کو تیار ہیں۔ صرف فضائی بمباری سے یہ کام نہیں ہونے والا اور یمن میں اپنی زمینی فوج اتارنے کے لیے شاید سعودیہ کبھی بھی تیار نہ ہو۔ اس لیے کہ یمن

میں زمینی فوج کی مداخلت کی صورت میں یمنیوں کے مقابلے میں سعودی افواج کی کامیابی کے امکانات بہت کم ہیں اور جانی ومالی نقصانات کا احتمال بہت زیادہ ہے۔ جب اہداف جلد حاصل نہیں ہوسکتے اور یمن کے مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے تو سعودیہ سے تمام مسلمانوں کا دلی مطالبہ یہ ہے کہ جس راستے سے بھی ممکن ہو حوثیوں کے خطرے کا راستہ روکیں مگر بمباری کا یہ جاری سلسلہ بند کریں۔

اب بھی وقت نہیں گذرا، بہتر یہ ہو گا کہ سعودی عرب اہم ترین اسلامی ممالک کے تعاون سے مشکلات کا ایسا پر امن حل نکالے جس میں حرمین کی تحفظ کی بھی ضمانت دی جائے، یمن میں بھی ایک مکمل اور پر امن حکومت قائم کی جائے اور یہاں کی غریب عوام کو بڑے انسانی المیے سے بچایا جائے۔ اہم ترین اسلامی ممالک دونوں فریقوں کو اپنے حدود تک رہنے اور اور ایک دوسرے کے خلاف تجاوز نہ کرنے کا پابند بنائے اور ان سے اس حوالے سے وعدہ لیں۔ اور دونوں فریقوں کو یہ بات سمجھادیں کہ جنگ سے بہت بڑی تباہی اور نقصان آئیگا اور یہ تباہی صرف دونوں فریقین تک محدود نہ ہوگی بلکہ پوری اسلامی دنیا تک پھیل جائے گی، جنگ میں شرکت کے باعث شام، عراق اور لیبیا کے برے حالات اس کی بہترین مثالیں ہیں۔

جب بات دنیا بھر کے مسلمانوں کی جانب سے سعودی عرب سے وابستہ اعتراضات اور شکوؤں تک پہنچ گئی تو اس بہانے دنیا بھر کے مسلمانوں کا ایک اور شکوہ بھی سعودی عرب تک پہنچانا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے حوالے سے بے التفاتی اور بے اعتنائی کی پالیسی کی مخالفت اور اس حوالے سے شکوؤں کے ساتھ ساتھ سعودی عرب سے مسلمانوں کی ناراضگی کی ایک اور وجہ بھی ہے کہ اس ملک میں جہاں حجاز مقدس عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد اور مسکن ہے وحی کے نزول کا مقام ہے اور اسلامی عقائد اور شریعت کا اولین منبع ہے۔ اس لیے سعودی حکومت اور شہری دونوں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کا دلی مطالبہ یہ ہے کہ شریعت کا رنگ ہر چیز پر غالب ہونا چاہیے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اداروں، عوامی معاملات اور معاشرتی مسائل میں مذہبی رنگ بہت ہلکا اور مغلوب نظر آتا ہے۔ رحمۃ للعالمین کی مبارک ذات کے ساتھ ساتھ ایمانی اور مکانی قرب کی وجہ سے اس شہر کے رہنے والوں کو چاہیے کہ معاملات اور اجتماعی امور میں سچائی اور صداقت کو اپنی پہچان بنائیں۔ انہیں چاہیے نادار اور مسافر لوگوں پر رحم کریں اور یہاں آئے ہوئے ایک مسلمان کو بھی اجنبی نہ کہیں اور نہ انہیں اجنبی کی نظر سے دیکھیں۔ یہاں مزدوری کے لیے آئے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ اکثر سعودیوں کا سلوک ایسا ہوتا ہے کہ انہیں یہ غریب انسان انسان ہی نہیں لگتا۔ اس حوالے سے مسلمان ان سے سخت ناراض ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو چاہیے کہ انہیں معروف کا پابند بنانے اور منکرات سے روکنے کے لیے متحرک ہو جائے۔ جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت پر بھی توجہ دے۔ یہ بات انتہائی لازمی ہے کہ اپنی نوجوان نسل کو بے حیا مغربی کلچر کا نشانہ بننے سے محفوظ رکھے۔ اور دین کے نام اور شکل میں ان چوروں کا بھی راستہ روکیں جو کم علم اور کم عمر مسلمانوں میں خوارج اور دیگر گمراہ فرقوں کے افکار، اہل سنت والجماعۃ کے متفقہ عقائد سے انکار سلف صالحین کے سب وشتم کی دعوت پھیلانا چاہتے ہیں۔

فکری ارتداد اور مغربی کلچر کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لیے پوری اسلامی دنیا میں اپنے وسائل پورے خلوص سے بروئے کار لائے، یہ ذمہ داری اور اس کا ادا کرنا اس دور کا سب سے بڑا مطالبہ ہے۔

سعودی نوجوانوں کی تعلیم اور تربیت کے لیے امریکا اور دیگر مغربی ممالک کا انتخاب اور امریکا کی اتنی قربت کہ اب بات سعودی عرب کی سیاسی، حربی، اقتصادی حتیٰ کہ معاشرتی امور میں مداخلت تک پہنچ چکی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس چیز نے تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سعودی عرب سے مسلمانوں کا گہرا مطالبہ یہ ہے کہ ان تمام باتوں پر فوری طور پر توجہ دے کر مسلمانوں کو اس طرح خوش کریں جس طرح حرمین شریفین اور حجاج کرام کی بہتر خدمت کر کے پوری دنیا کے مسلمانوں کے دل خوش کر دیے ہیں۔

⊙⊙⊙

جس دن امارت اسلامیہ افغانستان نے استعماری قوتوں کے خلاف افغان مسلم قوم کی آزادی کی غرض سے "عزم آپریشن" شروع کرنے کا اعلان کیا تب سے ملک

تجزیہ نگاروں کے مطابق، مجاہدین کی مسلسل فتوحات امریکی قیادت میں نیٹو اتحاد کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے، اگر انہوں نے افغانستان سے فوجیوں کے انخلاء

امارت اسلامیہ کی نئی سیاسی وعسکری کامیابیاں

بھر میں قابض افواج اوران کے زرخرید غلاموں کے گرد گھیرا تنگ کیا جارہاہے ، جس سے دشمن کے اوسان خطاہو گئے ہیں۔

اس کے ساتھ افغان عوام نے ایک بار پھر اپنی عظمت والی تاریخ دہرا کر یہ ثابت کردیا کہ وہ ایمان کی قوت سے کسی بھی جارحیت کا منہ توڑجواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور دشمن کے لاکھوں فوجیوں کی کھوپڑیاں پاش پاش کردی گئیں اوران سے مینار یں بنائیں۔

واقعی عزم آپریشن نے مجاہدین کو نیاحوصلہ دیا، بہادر مجاہدین کے جارحانہ حملوں کے نتیجے میں افغانستان میں ایک بار پھر تاریخی فتوحات اور کامیابیاں مل رہی ہیں، بہت سارے علاقوں اوراضلاع پر مجاہدین نے دوبارہ کنٹرول حاصل کرکے وہاں امن قائم کردیا، دشمن نے بھی اعتراف کرلیا کہ کئی اہم علاقوں پر طالبان نے قبضہ کرلیالیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مختلف علاقوں پر طالبان کے کنٹرول حاصل کرنے کی وجوہات کیاہیں؟

ملکی امور کے تجزیہ نگاروں کے مطابق، عزم جہادی اپریشن کے نتیجے میں بہت کم وقت میں مجاہدین کی پے درپے فتوحات اور کامیابیاں اور مدمقابل امریکی اور کٹھ پتلی حکومت کی فوج کی شکست اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ امریکہ اور کٹھ پتلی حکومت سے عوام کا اعتماداٹھ گیاہے، جبکہ مجاہدین عوام کی تائیداور حمایت سے دوبارہ ظہورپذیر ہورہے ہیں، مختلف علاقوں پر آئے روزقبضہ حاصل کررہے ہیں، قابض دشمن کے بجائے عوام کی تائید بہادر مجاہدین کوحاصل ہے، کیونکہ اگر مجاہدین کو عوامی حمایت حاصل نہ ہوتی توملک بھرمیں بڑے پیمانے پر منظم کاروائیاں کرناممکن نہ ہوتا، اس سے واضح ہوتاہے کہ عوام امریکی پروپیگنڈے سے متاثرنہیں بلکہ وہ اس حقیقت کاادراک کرچکے ہیں کہ امریکہ افغانستان کادوست نہیں بلکہ اسے اپنے مفادات عزیزہیں۔

کوجلدی یقینی بنانے پر غورنہیں کیاتو ممکن ہے کہ انہیں عوام کی ایسی مزاحمت کاسامنا کرناپڑے جس کانقصان ویت نام سے بھی زیادہ ہو۔

ہاں! فوجی اور جہادی محاذوں کے علاوہ سیاسی اورسفارتی میدان میں بھی امارت اسلامیہ جدوجہد کررہی ہے اور تاریخی کامیابیاں سمیٹ رہی ہیں، پگواش کی عالمی کانفرنس میں شرکت کے بعد ناروے کے دارالحکومت اوسلو میں دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفترکے سربراہ کودعوت دینااس امرکاواضح ثبوت ہے کہ بین الاقوامی سطح پرامارت اسلامیہ کے سیاسی موقف کوبڑی پذیرائی ملی ہے اوردنیاکے بعض ممالک اور لوگ یہ حقیقت جان چکے ہیں کہ افغانستان میں امارت اسلامیہ سب سے زیادہ موثراوربڑی قوت ہے اس لئے افغان مسئلہ کو حل کرنے کے حوالے سے طالبان کے دلائل اور موقف کااحترام کرناچاہیے۔

سیاسی ماہرین کے مطابق:اوسلوکے اجلاس میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر نمائندوں کوبلاناسیاسی اورسفارتی میدان میں طالبان کی اہم کامیابی ہے، اس امرسے ثابت ہوتاہے کہ دشمن فوجی محاذکی طرح سیاسی میدان میں بھی اخلاقی شکست سے دوچارہے، وہ تذبذب کاشکارہے، افغان مسلم ملت کومزید غلام بنانے کاخواب دیکھنے کاوقت گزررہاہے، اس لئے فوجی ،سیاسی اور سفارتی محاذوں پرامارت اسلامیہ کی مسلسل کامیابیاں نہ صرف نیک شگون ہیں بلکہ افغان عوام کے لئے اطمنان بخش اور حوصلہ افزاء ہیں، اسلام اورملک دشمن عناصرہرجگہ ناکامی اوربدنامی سے دوچار ہورہے ہیں، وہ دن دور نہیں کہ سوویت یونین کی طرح امریکہ بھی افغانستان پرجارحیت کی سنگین غلطی کااعتراف کرکے راہ فراراختیارکرے گااور ملک میں ایک بار پھر اسلامی نظام نافذ ہوکر مثالی امن قائم ہوجائے گا، انشاء اللہ تعالی۔

وماذالک علی اللہ بعزیز

پنج شیر تک فتوحات کا تسلسل

شفیع مجاہد

صوبہ پنج شیر افغانستان کے شمال میں کوہ ہندوکش کے پہاڑی سلسلے کے جنوبی کنارے پرواقع ہے۔ جس کے شمال میں تخار اور بغلان، مغرب میں پروان، جنوب میں کاپیسا اور لغمان جبکہ مشرق میں اس کی سرحدیں نورستان اور بدخشان سے ملتی ہیں۔

پنج شیر کوہ ہندوکش کے دو فرعی سلسلوں کے درمیان واقع ایک لمبی وادی ہے جو شمال مشرق سے جنوب مغرب کی جانب پھیلی ہوئی ہے۔ اس وادی میں پہاڑوں کا ایک دلکش سلسلہ موجود ہے۔ صوبہ پنج شیر سات اضلاع پریان، بازارک، عنابہ، شتل، خنج، روخہ اور درہ عبداللہ خیل پر مشتمل ہے۔

پنج شیر امارت اسلامی کے دور حکومت میں مخالف جنگجوؤں کا اہم مرکز تھا۔ یہ ان علاقوں میں سے ایک علاقہ تھا جسے طالبان دور میں بھی فتح نہ کیا جاسکا۔ پنج شیر کی فتح کیلئے طالبان نے کئی بار بڑے بڑے آپریشن کئے لیکن یہ علاقہ چونکہ بلند وبالا پہاڑوں کے حصار میں ہے، اور اس میں داخل ہونے کا صرف ایک راستہ ہے اس لئے طالبان کیلئے وہاں اپنے ساتھی داخل کرانے میں مشکلات پیش آرہی تھیں۔

امریکی جارحیت کے آغاز کے ساتھ امریکی جارحیت پسند خاص طور پر CIA کے ایجنٹس سب سے پہلے یہاں طیاروں سے اتر کر زمین پر آئے۔ اور نظار شوریٰ کے رہنماؤں فہیم، یونس قانونی، ڈاکٹر عبداللہ وغیرہ سے افغانستان کی جارحیت کے بارے میں صلاح ومشورے کئے۔

غیر ملکی جارحیت پسند اور ان کے ڈالرز پر ناچنے والی کٹھ پتلیاں جارحیت کے آغاز میں کابل کی طرح پنج شیر پر بھی خاص توجہ مرکوز کئے ہوئے تھے۔ اور اس علاقے کو اپنی سیاحت کیلئے سب سے پر امن علاقہ سمجھتے تھے۔ ان کی کوشش تھی کہ جارحیت کے خلاف شروع ہونے والی جہادی لہر پنج شیر تک نہ پہنچ سکے، کیونکہ یہ علاقہ جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیسوں کیلئے خاص اہمیت کا حامل تھا۔

لیکن الحمدللہ پنج شیر کے مجاہد دوست عوام کی جانب سے امارت اسلامی کی حمایت اور مدد کی برکت سے وہاں امارت کی تشکیلات فعال اور کارروائیوں کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

پنج شیر میں گذشتہ کئی سالوں سے مجاہدین خفیہ طور اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں، اور کئی مرتبہ دشمن پر فدائی حملے بھی کئے گئے۔ صوبے کا ہیڈ کوارٹر اور امریکی جارحیت پسندوں کے ہوائی اڈے کو کئی مرتبہ مارٹر گولوں کا نشانہ بنایا گیا اس کے علاوہ مختلف مقامات میں دشمن پر بارودی سرنگوں کے دھماکے بھی کئے گئے۔

رواں سال عزم آپریشن کا آغاز نے ملک کے مختلف علاقوں میں جہاں جہادی کارروائیوں میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ وہاں صوبہ پنج شیر میں بھی جہادی کارروائیاں نئے انداز سے شروع ہوئیں یعنی کچھ علاقوں میں خفیہ جہادی کارروائیاں اب اعلانیہ کارروائیوں میں تبدیل ہوگئیں ہیں۔

پنج شیر کا وہ علاقہ جہاں مجاہدین اب بھی اعلانیہ کارروائیاں کرتے اور کئی گاؤں اور علاقے مجاہدین کے قبضے میں ہیں وہ اس صوبے کا جنوب مشرقی ضلع درہ عبداللہ خیل ہے۔ جہاں اس سے قبل بھی مجاہدین موجود تھے لیکن اس مرتبہ مجاہدین بڑی کارروائیوں کے قابل ہوگئے ہیں۔ اس ضلع کی سرحدیں صوبہ کاپیسا کے ضلع نجراب اور صوبہ لغمان کے ضلع دولت شاہ سے ملتی ہیں۔

رواں سال 5 مئی کو ضلع درہ عبداللہ خیل کے مرکزی ہیڈ کوارٹر پر امارت اسلامی کے مجاہدین نے حملہ کیا جس کے نتیجے میں اس ضلع کا مرکز فتح اور دشمن سے بھاری مقدار میں اسلحہ بھی غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگا۔

الامارہ ویب سائٹ کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ تاریخ کو مجاہدین نے اس ضلع کے

ہیڈ کوارٹر اور پولیس اسٹیشن پر رات کے دس بجے حملہ کیا جس کے نتیجے میں یہ مراکز مکمل طور پر فتح ہوئے۔

رپورٹ کے مطابق مجاہدین نے مذکورہ مراکز پر حملے سے قبل مراکز کے اطراف میں واقع علاقے فتح اور بعد میں ضلع کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا۔ ہیڈ کوارٹر پر حملے سے قبل 7 گاؤں جن میں خوجہ، عبداللہ خیل، تنخو، پزگران، قلعہ اور دہن گزمہ شامل ہیں مکمل طور پر دشمن کے وجود سے پاک کر دیئے گئے۔ حملے کے نتیجے میں 5 رینجر گاڑیاں تباہ اور 2 کرولا گاڑیاں جل کر خاکستر ہو گئیں۔ ضلعی ہیڈ کوارٹر میں 3 پولیس ہلاک اور خفیہ ایجنسی کے متعدد اہلکار اور کمانڈر زخمی ہوئے۔

ہیڈ کوارٹر میں مجاہدین کو 5 کلاشنکوف، ایک ہیوی مشین گن، 3 راکٹ لانچر اور مختلف قسم کے درجنوں صندوق جو گولیوں سے بھرے ہوئے تھے غنیمت کے طور پر مل گئے۔ جبکہ دشمن کی جوابی فائرنگ کے نتیجے میں دو مجاہدین بھی زخمی ہوئے۔ مجاہدین کا کہنا ہے کہ انہوں نے احتیاط اور حکمت عملی کے تحت مذکورہ مراکز کو خالی چھوڑ کر نواحی علاقوں میں پوزیشنیں سنبھال لی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ضلع کے تمام داخلی راستوں پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔

پنج شیر کیلئے امارت اسلامی کے مسئول کا کہنا ہے کہ مستقبل میں مجاہدین کا اس صوبے کے دوسرے اضلاع تک اپنی کارروائیاں پھیلانے کا منصوبہ ہے اور ان شاءاللہ دوسرے اضلاع کی فتح کی خبر بھی آپ بہت جلد سنیں گے۔

پنج شیر میں ایک ایسے وقت میں جہادی کارروائیاں عروج پر پہنچ گئیں ہیں جہاں اس صوبے کے پڑوس صوبہ بدخشان میں بھی جہادی کارروائیوں کی لہر آسمان کو چھو رہی ہے، پنج شیر کے ضلع پریان سے ملحقہ بدخشان کا ضلع جَرم وہ علاقہ ہے جہاں مجاہدین نے کچھ عرصہ قبل دشمن پر کاری ضرب لگائی تھی اور دشمن فوج کے 600 اہلکاروں پر مشتمل ایک بڑے گروپ کو مکمل طور پر میدان بدر کیا جس میں بڑی تعداد میں فوجی ہلاک ہوئے۔ ضلع جَرم میں مجاہدین کی مضبوط افرادی قوت پنج شیر میں جہادی تحریک کو سہارا فراہم کرے گی۔ دونوں علاقوں کے مجاہدین مل کر اس وادی سے امریکی اور ان کے کاسہ لیسوں کا خاتمہ کریں گے۔۔ ان شاءاللہ

★ ★ ★

بقیہ از: جنگی جرائم [مئی 2015]

15 مئی کو صوبہ بدخشان ضلع وردوج کے علاقے خاشیبن اوراسترب میں پولیس کی فائرنگ سے تین بچے شہید ہوگئے، اور دوخواتین سمیت چارافراد زخمی ہوگئے۔

16 مئی کو صوبہ میدان وردگ ضلع جلریز کے علاقے زیولات میں فورسز کے راکٹ حملے میں تین بچے زخمی ہوگئے۔

17 مئی کو قندہار کے مین بازار میں صرافہ مارکیٹ کے قریب جنرل رازق کے اہلکاروں نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو شہید کردیا۔

18 مئی کو صوبہ میدان وردگ ضلع سیدآباد کے علاقے قلعہ شش میں ایک گھر پر قابض افواج کی بمباری کے نتیجے میں ایک شخص شہید اور متعدد زخمی ہوگئے، مکینوں کے مطابق یہ بمباری اس وقت کی گئی جب سڑک کنارے نصب بم دھماکے میں جارحیت پسندوں کا ایک فوجی ٹینک تباہ ہوا اور اس میں سوار تمام اہلکار ہلاک وزخمی ہوگئے۔

20 مئی کو صوبہ بغلان کے مرکزی ضلع بغلان میں مقامی لوگوں نے میڈیا کو بتایا کہ مخلوط حکومت کے زیرانتظام جاری آپریشن جو گزشتہ بیس روز سے جاری ہے، میں دس شہری شہید اور 28 افراد زخمی ہوئے جن میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں۔

21 مئی کو صوبہ کنڑ ضلع وٹہ پور کے علاقے کٹارالمازمیں قابض افواج کی بمباری میں تین افراد شہید ہوگئے۔

21 مئی کو صوبہ پکتیا ضلع پٹان کے مقبلوغونزی کے مقام پر پولیس کی فائرنگ سے ایک خاتون اور دو بچے زخمی ہوگئے۔

27 مئی کو صوبہ غزنی ضلع خوژیانو کے علاقے کاریزاور پرانے شہر میں فورسز کی جانب سے کئے جانے والے راکٹ حملے میں دوخواتین اور دو بچے زخمی ہوگئے۔

31 مئی کو صوبہ لوگر ضلع برکی برک کے علاقے طور خیل پر فورسز نے چھاپہ مارا، گھروں کی تلاشی لینے کے دوران مکینوں کو مالی نقصان پہنچایا، بعدازاں فورسز نے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک استاد اور دو طالب علم شہید ہوگئے جبکہ دوخواتین، ایک بچہ سمیت چارافراد زخمی ہوگئے۔

اقتباسات: [بی بی سی، آزادی ریڈیو=افغان اسلامک نیوزایجنسی=پژواک، خبریال، لراوبر، نن ټکی ایشیا اور بینوا ویب سائٹس]

تحریر: عبد الرؤف حکمت

شہید مولوی نسیم اللہ

کی زندگی اور کارناموں پر ایک نظر

موت بر حق ہے اللہ تعالی کی ذات کے سوا ہر ذی روح کو موت کا مزہ ضرور چکھنا ہو گا۔ لیکن جس طرح ہر نفس کا موت کا سامنا کرنا ایک محکم حقیقت ہے، اسی طرح یہ بھی ایک تسلیم شدہ حقیقیت ہے کہ کئی لوگوں کی دنیا سے رحلت کو ظاہراً موت سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن وہ ہمیشہ کیلئے امر ہو چکے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے راہِ حق میں جان دینے والوں کے بارے میں فرمایا ہے:

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝۱۶۹

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہر گز انہیں مُردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر وہ شخص شہید ہے جسے اللہ کی راہ میں موت آئے، اگرچہ وہ جنگ میں دشمن کی گولی کا نشانہ نہ بنا ہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، من فصل (أی خرج) فی سبیل الله فمات أو قتل فهو شهيد، أو وقصه فرسه أو بعيره أو لدغته هامة، أو مات على فراشه بأی حتف شاء الله فإنه شهيد وإن له الجنة) أخرجه أبو داوود

مولوی نسیم اللہ صدیقی راہِ حق کے ایک جانباز اور مخلص سپاہی تھے۔ آپ جہادی سفر میں زخمی ہوئے اور بعد میں روبہ صحت بھی ہوئے، لیکن راہِ حق کے اس کٹھن سفر میں آپ پر ایک جان لیوا بیماری کا حملہ ہوا اور یہی بیماری آپ کے وفات کا سبب بنی۔ چونکہ یہ بیماری آپ کو جہادی خدمات کے دوران ہی لگی اس لئے آپ کو شہید کا فخریہ لقب دے دیا گیا۔

مولوی نسیم اللہ صدیقی کا مختصر تعارف:

شہید مولوی نسیم اللہ صدیقی ۱۳۴۸ش کو افغانستان کے صوبہ تخار کے ضلع فرخار میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مولوی حمید اللہ اور نانا کا نام مولوی عبدالحکیم تھا۔

آپ کی پیدائش ایک علمی گھرانے میں ہوئی تھی۔ بچپن ہی سے والدین آپ کی دینی تربیت کی فکر میں تھے۔ اس لئے بچپن ہی میں آپ کو دینی تربیت اور ابتدائی علوم کے حصول کیلئے ضلع فرخار کے خسدہ نامی علاقے میں مولوی حبیب اللہ اخندزادہ کے پاس بھیج دیا گیا۔

افغانستان میں روسی جارحیت کے نتیجے میں جہاں لاکھوں افغان ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے وہاں مولوی نسیم اللہ کا خاندان بھی ۱۳۵۹ش کو اپنا آبائی وطن چھوڑ کر پاکستان کے ضلع صوابی میں مہاجرین کیلئے قائم کیمپ میں رہائش پذیر ہو گیا۔ مولوی نسیم اللہ اس وقت نوجوان تھے اس لئے اپنی دینی تعلیم کا سلسلہ پاکستان کے مختلف مدارس میں جاری رکھا۔ اور بہت جلد درس نظامی سے فارغ ہوئے۔

طالبان کی تحریک میں شمولیت:

مولوی نسیم اللہ صدیقی ،۱۳۷۳ش کو پاکستان کے ضلع مردان کے ایک مدرسے میں دورہ حدیث میں مصروف تھے کہ عین انہی دنوں کندھار میں طالبان کی اسلامی تحریک کے قیام کا اعلان ہوا، اور مختلف مدارس سے طالبان اس تحریک میں شامل ہوتے گئے۔ آپ ایک محنتی اور دینی تعلیم سے بے پناہ محبت کرنے والے طالبعلم تھے۔ دنیاوی امور میں بالکل دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ دورہ حدیث کے دوران طالبعلم

مولوی نسیم اللہ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طالبان کی تحریک میں شامل ہونے کا حکم دیا۔

خواب دیکھتے ہی مولوی نسیم اللہ صبح اپنے چند ساتھیوں سمیت کندھار کی طرف روانہ ہوئے، تاکہ طالبان کی تحریک میں شامل ہو جائے۔ اس وقت طالبان نے کندھار کے کئی علاقے فتح کئے تھے اور اب کابل کی جانب پیش قدمی کر رہے تھے۔

امارتِ اسلامی میں خدمات:

مولوی نسیم اللہ صاحب کے ساتھ مختلف صوبوں جیسے تخار، کندز، بغلان، سمنگان اور لغمان کے لاتعداد مجاہدین طالبان کی اسلامی تحریک میں شامل ہوئے۔ زابل، غزنی اور میدان وردگ کی فتح کے بعد آپ کابل پہنچے اور لوگر کی جانب سے چہار آسیاب کی جنگی پٹی میں خدمات کی انجام دہی کیلئے پہنچ گئے۔ یہاں مولوی صاحب کی مسئولیت میں شامل علاقہ "ریشخورو فرقہ" کے قریب تھا۔ اس دوران آپ کو عالیقدر امیر المؤمنین کی جانب سے صوبہ تخار کا گورنر بنایا گیا۔ مولوی نسیم اللہ صاحب نے چہار آسیاب کی جنگی پٹی میں نہایت ایمانداری سے اپنا کام جاری رکھا۔ یہاں آپ کے دو قریبی ساتھی مخدوم لطیف صاحب اور ملا موسیٰ جان شہید ہوئے۔ چہار آسیاب اور محمد آغے کے علاقے میں جہادی کارروائیوں کے ساتھ، شہید مولوی احسان اللہ احسان کی جانب سے جو اس وقت خوست کے گورنر تھے آپ کو خوست شہر کا سیکیورٹی انچارج بنایا گیا۔ آپ نے اس شہر میں امن وامان کی صورتحال کو کنٹرول کرنے اور شہر کی پرانی رونقیں بحال کرنے میں قابلِ ذکر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

کابل کی فتح سے کچھ عرصہ قبل جب پکتیکا کے ضلع اورگون میں خالد فاروقی اور دوسرے لاتعداد مسلح مخالفین نے طالبان پر حملہ کیا تو مولوی نسیم اللہ اپنے ساتھیوں سمیت اورگون پہنچ گئے اور اس فتنے کا قلع قمع کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

مولوی نسیم اللہ صدیقی پکتیا میں تھے، جب کابل کی فتح کیلئے شہید ملا بورجان کی قیادت میں آپریشن کا آغاز ہوا، یہ آپریشن پکتیا کے علاقے سپینی شگی کی فتح کے ساتھ شروع ہوا مولوی نسیم اللہ یہیں سے اس آپریشن میں شامل ہوئے۔ آپ اور آپ کے ساتھی ننگرہار اور لغمان کی فتح میں عملی طور پر شریک رہے۔ صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ، علینگار اور دولت شاہ کی فتح اور شر وفساد پھیلانے والے عناصر کی سرکوبی کی ذمہ داری مولوی صاحب کے ذمے تھی۔ جو انہوں نے بحسن وخوبی انجام دی۔

دارلحکومت کابل کی فتح کے بعد جب صوبہ پروان کا مرکز بھی فتح ہوا تو مولوی نسیم اللہ لغمان سے پروان تشریف لائے اور یہاں امارت اسلامی کی جانب سے آپکو پروان کا مسئول مقرر کر دیا گیا۔

> "مولوی نسیم واقعی زہد، تقویٰ، اخلاص، سخاوت، حسن اخلاق اور بہادری کا نمونہ تھے۔ انہیں رفاقت اور اخلاص کی انفرادی خصوصیت حاصل تھی۔ ان کی ہونٹوں پر ہمیشہ مسکراہٹ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تقریر میں ایک انفرادی تاثیر رکھی تھی۔ آپ نہایت ہی مخلص ہونے کی وجہ سے امارت اسلامی کے زعیم ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ آپ پر مکمل اعتماد رکھتے تھے اس لئے امارت اسلامی کے اہم کاموں کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی جاتی۔

مولوی نسیم اللہ صدیقی کے قریبی ساتھی مولوی محمد محسن ہاشمی جو اس وقت انکے نائب کے طور پر کام کر رہے تھے، کہتے ہیں کہ مولوی صاحب نے نہایت کٹھن حالات میں اپنا کام جاری رکھا، یہاں تک کہ آپ کی کوششوں سے شمالی زون کے متعدد کمانڈرز اور اور ان کے ساتھی بغیر کسی مزاحمت کے امارت اسلامی میں شامل ہوئے۔ یاد رہے کہ ان کمانڈرز میں ایک مشہور کمانڈر آصف بھی شامل تھے جو مولوی صاحب کی دعوت پر نہ صرف خود امارت اسلامی میں شامل ہوئے بلکہ اپنے ساتھ اسلحے سے بھری گاڑی بھی امارت اسلامی کے حوالے کی۔

افغانستان کے ایک سابق وفاقی وزیر مخدوم عبدالسلام سعادت صاحب مولوی نسیم صاحب کی اسی خوبی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ؛ مولوی نسیم اللہ پُر اثر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے حسن واخلاق کی وجہ سے آپ عوام میں ہردلعزیز شخصیت کے طور پر ابھرے۔ آپ کی کوششوں سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد امارت اسلامی میں شامل ہوئی، جنہوں نے بعد میں اسلامی نظام کے قیام کیلئے خاطر خواہ کا قربانیاں دیں۔

جب شمالی علاقوں میں طالبان کی جنگی پٹی گلبہار اور جبل السراج کے مجاہدین پیچھے ہٹے اور کابل کی حدود تک پہنچ گئے، اس وقت آپ شکردری اور گلداری نامی علاقوں میں شرپسند عناصر کے خلاف مزاحمت میں مصروف تھے۔ آپ نے کابل کے شمالی

علاقوں میں خدمات کے ساتھ غوربند اور بادغیس کے جنگی پٹیوں میں بھی خدمات انجام دی ہیں۔

سانحہ ارتحال:

مولوی نسیم اللہ صدیقی شکردرے کی جنگی پٹی میں دشمن کے ساتھ جھڑپ میں زخمی ہوئے، آپ کو میدان جنگ سے زخمی حالت میں ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں آپ صحت یاب ہوئے، لیکن کچھ عرصہ بعد جہادی خدمات کے دوران آپ پر ایک جان لیوا بیماری کا حملہ ہوا، چونکہ آپ کا علاج ملک کے اندر ممکن نہیں تھا، اس لئے آپ کو علاج کیلئے پاکستان کے شہر پشاور منتقل کر دیا گیا۔ جہاں کوئٹہ ہسپتال میں آپ کا آپریشن کیا گیا، لیکن مرض کی شدت کو دیکھ کر ڈاکٹرز نے انہیں کراچی لے جانے کا مشورہ دیا۔ پشاور سے کراچی جاتے ہوئے طیارے میں ہی آپ کی روح پرواز کر گئی، اور آپ حیاتِ جاوداں پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی صاحب کی نماز جنازہ کابل عیدگاہ میں ادا کی گئی۔ جس میں امارت اسلامی کے کئی رہنماؤں جن میں ریاست الوزراء کے نائب امیر مولوی عبدالکبیر صاحب، وزیر دفاع ملا عبید اللہ اخنزادہ سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ بعد میں آپ کو کابل کے شہدائے صالحین قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

امارت اسلامی میں مختلف وظائف:

مولوی نسیم اللہ صدیقی نے امارت اسلامی کی جانب سے مختلف مناصب پر خدمات انجام دی ہیں، مثلاً

۱۔ صوبہ تخار کے مجاہدین کی مسئولیت
۲۔ خوست شہر کے سیکیورٹی انچارج
۳۔ صوبہ پروان پولیس کے انسپکٹر جنرل
۴۔ صوبہ پروان کے دفتری امور کے سربراہ
۵۔ شکردری کی جنگی پٹی میں ایک محاذ کی مسئولیت
۶۔ 16 بریگیڈ کے کمانڈر
۷۔ 22 بریگیڈ کے کمانڈر

مولوی نسیم اللہ کا خاندانی پس منظر:

مولوی نسیم اللہ کا خاندان ایک جہادی خاندان تھا۔ مولوی نسیم صاحب کی شہادت کے وقت آپ کی شادی کو صرف دو سال کا عرصہ گذرا تھا، اور آپ کی شہادت تک آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ کی شہادت کے بعد آپ کے بڑے بھائی قاری انعام اللہ کو آپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ جو امریکی جارحیت کے آغاز میں صوبہ خوست کے علاقے مٹہ چینہ میں امریکی طیاروں کی بمباری میں شہید ہوئے۔

مولوی نسیم اللہ کی شخصیت کے بارے میں آپ کے ساتھیوں کی آراء:

طالبان دور کے ایک سابق وزیر مخدوم عبدالسلام سعادت صاحب کہتے ہیں:

"مولوی نسیم اللہ صاحب سے میری پہلی ملاقات چہار آسیاب کی جنگی پٹی کے میں ہوئی۔ پہلی ملاقات میں مجھے پتہ چلا کہ یہ شخص اعلیٰ علمی استعداد کے ساتھ اخلاص، تقویٰ اور دیانت کا پیکر ہے۔ آپ ایک مخلص اور ساتھیوں سے محبت کرنے والے انسان تھے، اور تمام مجاہدین آپ کے اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے"۔

آپ نے امارت اسلامی کے شعبہ دعوت و ارشاد میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سینکڑوں افراد کو امارت اسلامی کی صفوں میں شامل کیا۔ آپ ایک تجربہ کار مجاہد ہونے کے ساتھ عالم باعمل اور متقی انسان تھے۔ آپ کے خاندان اور آپ کے قریبی ساتھیوں کی بڑی تعداد نے آپ کی شہادت کے بعد شر و فساد کے خلاف اور بعد میں امریکی جارحیت کے خلاف قابلِ ذکر قربانیاں دیں۔ اور ابھی تک جہادی صف میں امریکی جارحیت کے خلاف برسرپیکار ہیں۔

صوبہ تخار کے سابق جہادی مسئول اور مولوی نسیم صاحب کے قریبی ساتھی مولوی محمد محسن ہاشمی صاحب کہتے ہیں:

"مولوی نسیم واقعی زہد، تقویٰ، اخلاص، سخاوت، حسن اخلاق اور بہادری کا نمونہ تھے۔ انہیں رفاقت اور اخلاص کی انفرادی خصوصیت حاصل تھی۔ ان کی ہونٹوں پر ہمیشہ مسکراہٹ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تقریر میں ایک انفرادی تاثیر رکھی تھی۔ آپ نہایت ہی مخلص ہونے کی وجہ سے امارت اسلامی کے زعیم ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ آپ پر مکمل اعتماد رکھتے تھے اس لئے امارت اسلامی کے اہم کاموں کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

وارسا کے قبرستان میں نیٹو کے خام خیالات

تحریر: میوند سادات

13 اور 14 مئی کو ترکی کے شہر انتالیا میں نیٹو اتحاد میں شامل ممالک کے وزرائے خارجہ نے افغان مسئلہ پر اجلاس منعقد کیا، اجلاس میں نیٹو کے سیکرٹری جنرل ینس سٹالٹن برگ نے کہا کہ افغانستان کو کسی صورت تنہا نہیں چھوڑیں گے، جاری مشن کے اختتام کے بعد بھی نیٹو افواج افغانستان میں رہیں گی، ان کا کہنا تھا نیٹو افواج افغان سکیورٹی فورسز کو مشاورت اور تربیت دیں گی تا کہ وہ سکیورٹی کے معاملات کو سنبھال سکیں، نیٹو کی طرف سے افغان فورسز کی تربیت، مشاورت اور مختلف طرح کی کارروائیوں میں مدد کا عمل آئندہ بھی جاری رہے گا۔ نیٹو افغانستان میں اپنی موجودگی کو حمایت کا نام دے رہا ہے اور اس سال کے آخر تک اس کا مشن اختتام پذیر ہوگا اور اب ایک بار پھر اعلان کیا کہ آئندہ بھی افغان حکومت کے ساتھ سویلین اور فوجی معاونت جاری رکھیں گے۔

نیٹو کے سیکرٹری جنرل ینس سٹالٹن برگ نے اجلاس سے خطاب کے دوران کہا کہ سال رواں کے آخر تک افغانستان سے نیٹو کی قیادت میں غیر ملکی فوجی دستوں کے مکمل انخلاء کے بعد بھی اپنی بھرپور کوششیں جاری رکھے گا۔ ان کے احمقانہ خطاب سے افغان مسئلہ کے حل کے لئے جاری کوششوں کو دھچکہ لگا، انہوں نے کہا کہ اگر طالبان نے ائین اور خواتین کے حقوق کا احترام نہیں کیا اور دہشت گردوں سے تعلق ختم نہیں کیا تو مصالحت ناممکن ہے۔

افغان وزیر خارجہ صلاح الدین ربانی نے کہا کہ اس اجلاس میں افغانستان کے ساتھ نیٹو کا ریگولر بنیادوں پر تعاون اور مل کر کام کرنے پر اتفاق ہوا، انہوں نے اجلاس سے خطاب میں کہا کہ نیٹو نے افغان فوجیوں کی تربیت اور دیکھ بھال کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

امارت اسلامیہ نے نیٹو کے اس اعلان، کہ 2016 کے بعد بھی نیٹو افواج افغانستان میں موجود رہیں گی، کے جواب میں کہا کہ افغان عوام غیر ملکی افواج کی موجودگی کو کسی بھی نام پر ایک دن کے لئے بھی برداشت نہیں کریں گے، امارت اسلامیہ کے بیان میں کہا گیا کہ نیٹو اس طرح کے اعلانات اپنے فوجیوں کو مجاہدین کے حملوں سے بچانے کے لئے کر رہا ہے، تا کہ وہ اپنے غلاموں کو موت کی وادی میں دھکیل دے، امارت اسلامیہ کے بیان میں کہا گیا ہے کہ ہم ایسے منصوبے بنائیں گے کہ غیر ملکیوں کو اپنے محفوظ ٹھکانوں میں بھی سکون سے رہنے نہیں دیں گے، بیان میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ قابض افواج کو مجاہدین اچھی طرح جانتے ہیں، ان کے ساتھ جو لوگ تعاون کریں گے وہ بھی مجاہدین کے نشانے پر رہوں گے۔

نیٹو کے اس اعلان سے پہلے امریکہ نے بھی کہا تھا کہ افغانستان میں فوجی مشن ختم ہونے والا ہے، لیکن اب بھی کبھی کبھار ملک کے مختلف علاقوں میں چھاپے مارے جاتے ہیں، بمباری کی جاتی ہے، لوگوں کو حراست میں لیا جاتا ہے اور آپریشن کئے جاتے ہیں۔

2001 میں نیٹو نے امریکا کی قیادت میں افغانستان پر فوج کشی کی، اس وقت سے آج تک اسے بہت سے انسانی، مالی، مواصلاتی اور عسکری نقصانات کا سامنا ہے، ان کے اعتراف کے مطابق چار ہزار فوجی ہلاک، پچاس ہزار معذور اور ان سے زیادہ تعداد جو اپنے ملک واپس جا چکی ہے وہ بھی ذہنی امراض میں مبتلا ہے۔

اسی طرح افغان جنگ میں نیٹو کے سینکڑوں بلین ڈالر کا مالی نقصان ہوا، ہزاروں کی تعداد میں فوجی بکتر بند گاڑیاں، ٹرک، کنٹینر اور دیگر فوجی وسائل افغانوں کے حملوں میں تباہ ہو گئے، اور درجنوں طیارے، ہیلی کاپٹر اور جاسوس طیارے طالبان نے مار گرائے ہیں۔ نیٹو نے افغانستان میں ہر قسم فوجی طاقت کا استعمال کیا لیکن اس کے باوجود وہ افغان عوام کو غلام بنانے اور اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہا، مبصرین کی رائے کے مطابق نیٹو نے گزشتہ تیرا برس کے دوران مزاحمت کو ختم کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کی، اب چونکہ نیٹو اتحاد میں شامل کئی ممالک کے فوجی افغانستان سے جا رہے ہیں، ان حالات میں طالبان کی قیادت میں جاری مزاحمت کو ختم کرنا نیٹو کے لئے ممکن نہیں ہے۔

نیٹو مغربی ممالک کے فوجی اتحاد کا ایک ایسا بلاک ہے جس کا حریف وارسا بیسویں صدی کے آخر میں افغانستان میں بدترین شکست کھا کر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوا، اللہ تعالی نے ہر وقت کے متکبر اور مغرور کو جب نیست و نابود کرنے کا ارادہ کیا تو ان کا رخ افغانستان کی طرف کیا ہے، سکندر، چنگیز، گورگین، انگریز اور وارسا کے تابوت میں آخری کیل افغانوں نے ٹھونک دی ہے، یہی وجہ ہے کہ عالمی برادری افغانستان کو ہر استعمار کا قبرستان سمجھتی ہے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ نیٹو ابھی تک وارسا کے قبرستان میں اپنی بقا کا خواب دیکھ رہا ہے اور یہاں پر اپنے مذموم مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے خوش فہمی میں مبتلا ہے وارسا کے لئے یہاں پر نیٹو سے زیادہ وفادار غلام موجود تھے لیکن وہ افغانستان کو یرغمال بنانے کا خواب آنکھوں میں لئے دنیا سے چلے گئے۔ جبکہ نیٹو کی صورتحال وارسا سے کمزور ہے، اس لئے افغانستان پر قبضہ برقرار رکھنے کا خواب دیکھنے کے بجائے ان کا مقدر شکست پر منتج ہوگا، ان شاء اللہ

افغانستان میں بڑے پیمانے پر عیسائیت کی تبلیغ

تحریر: محمد شفیق صادق

عیسائیت کے مختلف فرقے یعنی کیتھولک، ایوینجلیکل پروٹسٹنٹ اور پروٹسٹنٹ کے عیسائی مبلغین کی پالیسی یہ ہے کہ اسلامی دنیا کے مسلمان، عیسائی بنیں یا کم از کم مسلمان تو نہ رہیں، تقریباً پندرہویں صدی سے دنیا بھر میں اس پر کام جاری ہے، تاہم 19 اور 20 ویں صدی میں تبشیر اسلام دشمنی کا اہم ذریعہ بنا، جب مغرب کے گرجاگھروں کے علمبرداروں نے دیگر اسلام دشمن عناصر سے ملکر اسلام کا مقابلہ کرنے کی غرض سے مختلف طریقوں سے کام شروع کیا اس پالیسی کا مقصد یہ تھا کہ پہلے مرحلے میں مسلمانوں کو اپنے دین کی حقانیت کے بارے میں تذبذب کا شکار کریں اور پھر اگلے مرحلے میں اسلام کے ساتھ ان کا تعلق اور واسطہ ختم کیا جائے۔

کام کرنے کا طریقہ کار:

ماضی میں یہ کام عیسائی مبلغین کے لئے بہت مشکل تھا کیونکہ وہ پہلے مسلمانوں کی سی صورت بناتے، ان کی زبان سیکھنے کی کوشش کرتے، دین کے مسائل سے آگاہی حاصل کرتے اور پھر گاؤں گاؤں، شہر شہر اور اسکول و مدرسہ میں جاکر گھومتے پھرتے۔ انہی عیسائی مبلغین کے ذریعے، افریقہ کے سب سے بڑے خشک حصے، بھارت، جنوبی ایشیا، کوریا اور فلپائن تک عیسائیت کی لہر پہنچ گئی، اور اسلامی ممالک میں انہیں کافی حد تک کامیابی ملی۔

افغانستان میں عیسائی مبلغین یا مبشرین کی سرگرمیاں برطانوی استعمار کی آمد کے ساتھ ہی شروع ہوئیں، افسوس ہے کہ افغانستان گزشتہ دو صدیوں سے خانہ جنگی کا شکار اور برطانوی استعمار کے ساتھ برسرپیکار رہا ہے اس لئے حکومت اور لکھاری حضرات کا دھیان اس طرف بالکل نہیں رہا، لیکن ہمیں کئی ایسی کہانیاں معلوم ہیں کہ کچھ برطانوی عیسائی مبلغین نے علماء، گدی نشینوں اور مختلف شکلوں میں مقامی لوگوں کے درمیان رہ کر کام کیا ہے۔

نئے عیسائی مبلغین۔

لیکن سائنسی ترقی اور ایجادات کی بدولت مبلغین کو کام کرنے میں آسانی پیدا ہوئی، انہی اب علماء اور گدی نشینوں کی شکلوں میں کام کرنے اور دور دراز گاؤں میں گھومنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ اب ورکشاپس، سیمیناروں، منصوبوں اور این جی اوز بالخصوص فیس بک، ٹویٹر، انٹرنیٹ اور میڈیا کے ذریعے کام کر رہے ہیں۔

وہ شروع میں ان لوگوں کے ذہنوں میں اسلام سے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں جو اسلام کے حوالے سے زیادہ معلومات نہیں رکھتے اور ایک مرحلے کے بعد پھر انہیں تربیت دی جاتی ہے تاکہ پھر وہ خود افغانوں میں کام کرسکیں اس وقت تقریباً مختلف تنظیموں اور این جی اوز کی جانب سے کئی طریقوں سے سرگرمیاں جاری ہیں۔

افغانستان میں عیسائی مبلغین کے لئے جنگ کے محاذ:

افغانستان میں جاری بحران اور غیر یقینی صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عیسائی مبلغین کے ایک بڑے گروپ نے اپنے مغربی فوجیوں اور اداروں کے تعاون سے جو کوشش شروع کی تھی اس میں کسی حد تک کامیابی بھی حاصل کی ہے، متعدد افراد نے گزشتہ چند برسوں کے دوران مسیحیت قبول کرنے کا اعلان بھی کیا اور اب موجودہ نام نہاد افغان مفکرین چند ڈالروں کی خاطر مختلف عنوانات سے قائم کئے گئے انجمنوں، سول سوسائٹی اور دیگر خیراتی اداروں کے نام سے وہ کام کر رہے ہیں جنہیں عیسائی تنظیموں اور گروپوں نے حکم دیا ہے۔ افغانستان میں عیسائی مبلغین درج ذیل شعبوں میں ہمارے خلاف جنگ سرگرم عمل ہیں:

1۔ حجاب کے خلاف جنگ۔

انہوں نے یہ جنگ برقعہ سے شروع کی ہے ان کا اصل ہدف افغان خواتین کو بے پردگی کا عادی بنانا، اخلاقی وثقافتی بے راہ روی کو عام کرنا اور افغانستان کے مسلمہ اسلامی اقدار، روایات کی خلاف ورزی کا ماحول پیدا کرتے ہوئے معاشرے کو اخلاقی انحطاط سے دوچار کرنا ہے اسی لئے ایسے اقدامات کئے گئے جس سے ایمانی غیرت، حمیت، شرم وحیاء افغان معاشرے سے نابود ہو جائے، اس سلسلے میں گزشتہ دو ماہ سے وہ سڑکوں

پر نکل کر حجاب اور برقعہ کا مذاق اڑا رہے ہیں تاکہ افغان خواتین کے دل و دماغ سے عفت و پاکدامنی اور حجاب کی اہمیت کو کھرچ کھرچ کر نکالا جائے اور نئی نسل کو فحاشی اور عریانی کا عادی بنایا جائے۔ مرد و زن کے اختلاط کی سرپرستی کی جارہی ہے، بازار، دفاتر، اسکول ہر جگہ مخلوط ماحول پیدا کیا گیا، رقص و سرور، فسق و فجور، فحاشی و عریانی کے اسباب و وسائل عام کئے گئے، مختلف حیلوں، بہانوں اور ترغیبات سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اس آزادانہ اور مخلوط ماحول کی طرف مائل کیا گیا اور آج بھی بے پردگی اور بے باکی کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

2-دینی مدارس اور مذہبی مراکز پر حملے۔

دینی مراکز، مدارس اور درسگاہوں کو ختم کرنے اور معاشرے میں ان کے کردار کو کم کرنے کے لئے انہیں دہشت گردی سے جوڑنے، وہاں پر غیر اخلاقی سرگرمیوں اور مختلف قسم کے الزامات لگائے جارہے ہیں تاکہ لوگ ان سے نفرت کریں۔

3۔علماء دین کو بدنام کرنا۔

علماء کرام معاشرے میں علم دوسروں تک پہنچانے، دین کی دعوت عام کرنے اور لوگوں کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں، انہوں نے دینی علم حاصل کیا ہے اور دوسروں تک پہنچانا ان کا مشغلہ ہے، تاکہ لوگوں کو دین کے احکام اور مسائل سے اگاہ کریں لیکن عام لوگوں کا دین کے ساتھ واسطہ توڑنے اور دینی معاملات سے جاہل رکھنے کے لئے مذہبی رہنماؤں کو عوام کے سامنے بدنام کیا جارہا ہے، علماء کی باتوں کو جھوٹ ظاہر کرنا اور ان کی تقریروں کو غیر مفید ثابت کرنا ان کے ایجنڈے میں شامل ہے۔ علماء کرام اور مذہبی رہنماؤں پر الزام عائد کیا جارہا ہے کہ وہ دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں۔لوگوں کے سامنے علماء کو اس طرح پیش کرایا جارہا ہے کہ یہ لوگ دہشت گردوں کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

4۔مقدس دینی مقامات اور مذہبی ایام کی اہمیت کو کم کرنا۔

ان لوگوں کی جنگ صرف مذکورہ بالا شعبوں تک محدود نہیں بلکہ وہ مذہبی تقریبات جیسے رمضان المبارک کے روزے رکھنے، زکوۃ ادا کرنے، فریضہ حج کی ادائیگی کرنے اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنے پر بھی تنقید کرتے ہیں، اور لوگوں کے ذہنوں میں ایسے شکوک و شبہات ڈالتے ہیں کہ ان چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ یہ صرف مولوی لوگ اپنے مفادات کی خاطر اختراع کر رہے ہیں، ان کی کوشش ہے کہ لوگ حج اور عمرے کی ادائیگی سے بھی روگردانی کریں۔

5-اسلامی امت اور اسلامی تاریخ سے الگ کرنا۔

عیسائی مبلغین سیکولر گروپوں سے ملکر کوشش کر رہے ہیں کہ افغانوں کو اسلامی امت سے الگ کیا جائے تاکہ کمزور ہوکر اسلام سے ان کے تعلق کا سلسلہ ٹوٹ جائے، پھر انہیں آپس میں قومی اور لسانی اختلافات میں الجھا کر اسلام کے ساتھ ان کا تعلق ختم کر دیا جائے، وہ کوشش کر رہے ہیں کہ لوگوں کو یہ باور کرایا جائے کہ اسلام تو عربوں کا دین تھا، یہ غیروں کا دین اور عرب ممالک کی ثقافت ہے، وہ اسلامی تاریخ کو غیر ملکی ثقافت کے طور پر متعارف کروانے کی کوشش کر رہے ہیں، اس لئے وہ کبھی آریانا کی تقریبات منعقد کرتے ہیں اور کبھی زردشتیان کا جشن مناتے ہیں۔

6-اسلام کے بعض احکام کا مذاق اڑانا۔

ان مبلغین اور حملہ آوروں نے اپنی قوت وزور کے بل بوتے پر اسلامی شعائر مٹانے کی مکمل کوشش کی، اسلام کو لوگوں کے ذہنوں میں غلط ثابت کرنے کے لئے اسلام کے بعض ہدایات اور اسلامی اقدار کا مذاق اڑایا جاتا ہے، اس سلسلے میں جہاد کے متعلق غلط پروپیگنڈے کئے جارہے ہیں اور جہاد کو ایک ناجائز، خون بہانے اور تباہی مچانے کا عمل ظاہر کیا جارہا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے جہاد کی اہمیت ختم ہو اور استعماری قوتیں آسانی سے افغان قوم پر اپنا تسلط برقرار رکھ سکیں، اسی طرح قصاص اور حدود کے بارے میں بھی شکوک وشبہات پیدا کئے جارہے ہیں۔ شخصی آزادی کے نام سے دین بیزاری کی مہم ذہن میں راسخ کی گئی تاکہ افغانستان سے اسلامی معاشرے اور اسلامی شعائر کی ہر شناخت مٹادی جائے۔ پھر یہ افغان مسلمان، عیسائی بنیں یا نہ بنیں لیکن کم ازکم مسلمان بھی نہ رہیں۔

7۔متشابہات اور عقیدے کے مسائل پیدا کرنا۔

قران پاک کی آیات بڑی صریح ہیں، جن کا مطلب اور مفہوم آسانی سے سمجھ میں آتا ہے لیکن کچھ ایسی قرانی آیات بھی ہیں جن کے معنی اور مطلب کے بارے میں مفسرین کی رائے مختلف ہے، جن کو متشابہات کہا جاتا ہے، وہ ایسی آیات عام لوگوں کے سامنے موضوع بحث بنا کر پیش کرتے ہیں اور پھر ان میں اپنے پسندیدہ تعبیر و تفسیر کرتے ہیں، اور اسلام کے احکامات غلط متعارف کراتے ہیں، اسی طرح کچھ اور عقیدے کے مسائل میں شکوک پیدا کرنے کے لئے متنازع بنا کر لوگوں میں موضوع بحث بناتے ہیں جیسے جنت، جہنم، عذاب قبر، ملائکہ وغیرہ، جن میں وہ اپنی تاویلات کرتے ہیں۔

اس حوالے سے عیسائی مبلغین بہت فعال اور سرگرم عمل ہیں، ممکن ہے کہ افغان عوام ان لوگوں کے مذموم مقاصد سے آگاہ ہو کر محتاط رہیں۔

کاش یورپی یونین کا حصہ نہ ہوتے

تحریر: ژ۔ خبیر

یونان کے وزیر خزانہ نے گذشتہ ہفتے کہا کہ کاش ہم یورپی یونین کا حصہ نہ بنے ہوتے۔ اور خبر دار کیا کہ ہم کسی ایسے معاہدے پر دستخط نہیں کریں گے جس سے یونان اس کے بقول موت کے منہ چلا جائے۔

یونان کے ساتھ ہونے والے مالیاتی معاہدے کی بات ابھی بہت دور ہے، یہ خطرہ ہے کہ آئندہ چند روز میں یونان کی دولت ختم ہو جائے گی۔یونان کے سرکاری ریڈیو اور ٹی وی چینل کے سابقہ کارکن اس حکومتی اعلان کے بعد پھر سے اپنے کام کی جگھوں پر حاضر ہوگئے ہیں کہ 60 سال پہلے شروع کیے جانے والے یہ ریڈیو اور ٹی وی چینل پھر سے بحال کیے جا رہے ہیں۔

یونان کی سابقہ حکومت نے ریڈیو چینل کو 2013 میں بند کیا تھا اور 2600 افراد کو اپنی نوکریوں سے برخاست کر دیا تھا۔ یونان نے ریڈیو ٹی وی پر پابندی اس لیے لگائی تھی کہ اپنے قرض خواہوں کے مطالبات پورے کر سکے جن کا کہنا تھا کہ یونان حکومت کو چاہیے اپنے مصارف میں کمی لائے۔

اس ریڈیو ٹی وی کو فعال کرنا سریزا پارٹی کی قیادت میں بنائے جانے والے ان منصوبوں سے پردہ اٹھاتا ہے کیوں کہ انتخابات کے موقع پر انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مصارف پر لگنی والی پابندیاں ختم کر دیں گے۔

پناگیوتیس حساپیس جو اس ٹی وی کا سابق کارکن ہے اور تیکنیک کے شعبے میں کام کرتا ہے، وہ اس حوالے سے تذبذب کا شکار لگتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ 23 ماہ بعد ہم ریڈیو ٹی وی کی عمارت میں پھر داخل ہو رہے ہیں جہاں سے پولیس نے ہمیں زبردستی بید خل کیا تھا۔ میرا خیال یہ ہے کہ میں جیت جاوں گا مگر اس بار جیت کا ذائقہ بہت کڑوا ہو گا۔

یونان کی معیشت سقوط کرنے کو ہے۔

یونان نے عالمی خزانے کو 858 ملین ڈالر قرضہ واپس ادا کر دیا ہے مگر یہ رقم بھی عالمی خزانے میں موجود اپنے ذخیرے سے اٹھائی ہے۔

یونان کے وزیر خزانہ یانس وروفاکیس نے خبر دار کیا ہے کہ اس کی رقم آئندہ دو سالوں میں ہو سکتا ہے ختم ہو جائے اور یہ ملک اپنے قرضے اور مصارف پورے کر نہیں پائے گا۔

انہوں نے جمعرات کے روز گفتگو کرتے ہوئے واضح کیا کہ وہ یورپی یونین کے گہرے اصلاحات کا مطالبہ تسلیم نہیں کر سکتے۔

انہوں نے کہا کہ اگر میں کسی معاہدے پر دستخط کر دوں تو میرا یہ اقدام بھی ان سابقہ وزراء خزانہ کی طرح ہو گا جنہوں نے مختلف معاہدے کیے حالانکہ وہ لوگ بھی جانتے تھے کہ یہ ممکن نہیں۔

یونان کو چاہیے کہ مئی کے مہینے آخر میں 2،2 ارب ڈالر ڈھونڈ لے جس سے وہ اپنے مزدوروں کی تنخواہیں ادا کرے۔ اسی طرح جولائی اور اگست کے مہینے میں یونان کو 7،7 ارب ڈالر کی قیمت کے حصص یورپ کے مرکزی بینک نے دے دیے ہیں۔

اقتصادی امور کے ماہر راوول روپیرل نے کہا ہے کہ اگر یونان ایسا نہیں کرے گا تو اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔

انہوں نے کہا ہے کہ اگر یونان عالمی خزانے کو اپنا قرضہ ادا کرنے میں ناکام رہا تو ممکن ہے عالمی خزانہ اس کے ساتھ نرمی کرے، اسی طرح اگر اپنے شہریوں کو تنخواہیں ادا کرنے میں ناکام ہو جائے تو سیاسی بدنظمی پیدا ہو جائے گی مگر اقتصادی بحران سے بچ جائے گا۔ لیکن اگر جولائی اور اگست کے مہینوں میں یورپی یونین مرکزی بینک کو قرضہ کی ادائیگی میں ناکام ہو جائے تو مارکیٹ پر اس مسئلے کے اثرات بہت منفی ہوں گے۔

لندن میں کوینس مری یونیورسٹی کے ایک پروفیسر لیونیس کوکاریس کا کہنا ہے کہ یونان ایک بری حالت کی جانب جا رہا ہے، لوگ خود بینکوں سے پیسے نکال کر لے جا رہے ہیں۔ انتہائی کوشش جاری ہے کہ لوگ پھر سے بینکوں میں پیسے ڈال دیں مگر غیر یقینی صورتحال کی وجہ سے ان کوششوں کا اچھا نتیجہ نہیں نکلا اس لیے ہم نہیں جانتے کہ آئندہ پیر کو کیا ہونے والا ہے اور آئندہ ہفتوں میں کیا ہو گا۔

اگر یونان یورپی یونین کے ساتھ معاہدے پر دستخط کر دے گا تو اس کا بحران اور بھی بڑا ہو جائے گا اور آئندہ چند دنوں میں یہ ملک الگ ہو جائے گا۔

◆◆◆

مفکر کی ایک اور حماقت۔۔۔!!!

موسیٰ فرہاد

"افغانستان کے ہمسایہ ملک پاکستان کو ایک ماہ کا ووقت دیا جاتا ہے، کہ اپنے وعدے پورے کریں۔ اگر ایک مہینے کے اندر پاکستان کابل سے کئے گئے وعدے پورے نہیں کرتا، تو کابل اسلام آباد کی دوستی سے ہاتھ کھینچ کر اپنالائحہ عمل تبدیل کرنے پر مجبور ہو گا۔ پاکستان سے ہمارے مطالبات یہ ہیں:

ا۔ کوئٹہ اور پشاور میں موجود طالبان رہنماؤں کو گرفتار کر کے کابل کے حوالے کیا جائے۔

۲۔ زخمی طالبان کو ہسپتالوں سے نکال کر افغان حکومت کے سپرد کیا جائے۔

۳۔ طالبان کی جانب سے شروع کئے گئے "عزم" آپریشن کی سرکاری طور پر مذمت کی جائے۔

۴۔ طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانے کیلئے پاکستان اپنا کردار ادا کرے۔

۵۔ حقانی نیٹ ورک کے خلاف آپریشن کیا جائے۔

۶۔ طالبان کو مالی امداد دینے والے عناصر کی سرکوبی کی جائے۔

وغیرہ۔۔۔ اگر پاکستان ایک ماہ کے اندر میرے خط پر مثبت ردِ عمل کا اظہار نہ کرے، تو ہم پاکستان کے خلاف غیر اعلانیہ جنگ کو اعلانیہ جنگ میں تبدیل کر دیں گے۔

مندرجہ بالا سطور اس خط کا خلاصہ ہے جو مفکر غنی نے گذشتہ ہفتے خود تحریر کر کے اسلام آباد کے سیکیورٹی اداروں کو بھیجا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ خط نہایت اہم اور خفیہ تھا لیکن پھر بھی میڈیا پر آیا۔

اسلام آباد سے اس خط کا کیا جواب دیا جائے گا، اس کیلئے مزید انتظار کی ضرورت ہے کیونکہ غنی کے خط کو بھیجے ہوئے اب بمشکل دو ہفتے ہی گذرے ہیں۔

لیکن اصل میں صورتحال یہ ہے کہ اشرف غنی ملک کے اندر دارلحکومت کابل میں ایک سال تک ایک وزیر اپنی مرضی کا منتخب نہ کر سکے، ہر فیصلہ سناتے ہوئے ان کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ اور حماقت دیکھئے کہ بین الاقوامی سطح پر افغان مسئلے کو یک طرفہ طور پر ایک مہینے کے اندر حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس طرح کے نامعقول اقدامات سے یا تو اشرف غنی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں، یا اپنی ناکامی چھپا رہے ہیں، یا علامتی مفکر کی فکر واقعی اتنی ہی ہوتی ہے، کہ اب تک افغان معاشرے کے نبض اور زمینی حقائق سے اتنے ناواقف ہیں جتنے ان کے آقا جارحیت پسند ممالک ناواقف تھے۔ کیونکہ اس قسم کے اقدامات مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر قابل توجہ نہیں ہیں۔

ا۔ اشرف غنی پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ طالبان کو گرفتار کر کے ان کے حوالے کیا جائے۔ اگر یہ بات مان لی جائے کہ طالبان پاکستان میں ہیں، تو پھر سارا سال مغربی جارحیت پسندوں اور ان کے کاسہ لیسوں کے خلاف برسرپیکار لوگ کون ہیں؟۔ اگر یہ کہا جائے کہ طالبان رہنما پاکستان میں ہیں تو کیا گذشتہ چودہ سال سے یہ جنگ طالبان بغیر رہنماؤں کے لڑ رہے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے، پھر طالبان رہنماؤں کی گرفتاری کا کیا فائدہ جنگ تو ویسے بھی آپ کے بقول بغیر رہنماؤں کے لڑی جا رہی ہے۔

۲۔ اشرف غنی کا دوسرا مطالبہ پاکستان سے یہ ہے کہ زخمی طالبان کو گرفتار کر کے افغان حکومت کے حوالے کیا جائے۔ اگر یہ بات درست مان لی جائے، کہ طالبان کے زخمیوں کا علاج پاکستان میں ہوتا ہے، بولدک اور تورخم کے راستے پاکستان میں داخل ہونا آسان ہے، لیکن افغانستان کے شمالی صوبوں بدخشاں، کندوز، فاریاب اور ہرات سے زخمیوں کو پاکستان پہنچانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اگر بالفرض وہاں سے بھی طالبان کے زخمی پاکستان جاتے ہوں تو اس کی ذمہ دار افغان حکومت خود ہے۔

۳۔ مفکر نے اپنے خط میں پاکستان سے کہا ہے کہ وہ طالبان کی جانب سے شروع کئے گئے عزم آپریشن کی سرکاری طور پر مذمت کریں۔ اگر اس مذمت سے انہیں کوئی فائدہ پہنچتا تو نواز شریف نے اشرف غنی کی موجودگی میں دورہ کابل میں کھل کر طالبان کی

کارروائیوں کی مذمت کی تھی، اس موقع پر نواز شریف کے ساتھ ان کے آرمی چیف بھی موجود تھے۔ اس سے زیادہ سرکاری سطح پر مذمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ خفیہ خط میں سرکاری مذمت کے معنی کیا ہو سکتے ہیں؟ یہ اشرف غنی ہی بہتر جانتے ہیں۔

۴۔بے فکر مفکر کا کہنا ہے کہ پاکستان طالبان کو افغان حکومت کے ساتھ مذاکرات کی میز پر لانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ تعجب کی بات ہے کہ خط کے آغاز میں طالبان کی گرفتاری کا مطالبہ اور اگلے پیراگراف میں انہی طالبان کو مذاکرات پر آمادہ کرنے کا مطالبہ۔۔ہے نا مضحکہ خیز بات۔

۵۔لاعلم مفکر کا ایک اور مطالبہ ہمسایہ ملک سے یہ ہے کہ وہ حقانی نیٹ ورک کے خلاف آپریشن شروع کرے۔ کیا اشرف غنی کو علم نہیں کہ طالبان اور حقانی نیٹ ورک ایک ہیں، اگر طالبان افغانستان میں ہیں تو حقانی نیٹ ورک پاکستان میں کیوں ہے؟ یا اشرف غنی اپنے آقاؤں کی زبان بولتا ہے جو ہمیشہ یہ پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ طالبان اور حقانی نیٹ ورک دو الگ تنظیمیں ہیں۔

۶۔اشرف غنی کا یک اور مطالبہ یہ ہے کہ پاکستان طالبان کو مالی امداد فراہم کرنے والے عناصر کا سراغ لگائے اور ان کا راستہ روکے۔ لیکن اب ہر شخص اچھی طرح جان چکا ہے یہاں تک کہ اشرف غنی کے صلیبی آقاؤں کو بھی اچھی طرح علم ہے کہ طالبان کا تعلق عوام سے ہے، اور یہی عوام صبح اور شام ان کے کھانے کا بندوبست کرتے ہیں۔ ان کا اسلحہ عام اشیاء سے تیار شدہ بارودی سرنگیں اور روس دور کے پرانے زنگ آلود بندوقیں مشین گن اور راکٹ لانچر ہیں اس کے علاوہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں، اور ان تمام اشیاء کا بندوبست طالبان افغانستان کے اندر ہی کرتے ہیں تو مالی امداد کا نیٹ ورک پاکستان میں کیسے موجود ہے؟ طالبان کی اتنی کثیر تعداد میں بر سر پیکار مجاہدین کا کھانا تو پاکستان سے نہیں آتا اور نہ کسی بارودی سرنگ کو پاکستان سے بدخشان لے جانا ممکن ہے۔ اشرف غنی کو چاہیئے کہ سب سے پہلے عوام کا احتساب شروع کریں کہ کیوں وہ طالبان کو سپورٹ کرتے ہیں اور صبح وشام اپنے دستر خوان پر بٹھاتے ہیں۔

فرض کریں اگر ہم اشرف غنی کو حق بجانب تسلیم کرلیں ا اور ان سب کو حقائق جا نیں، پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گذشتہ چودہ سالوں کے دوران غیر ملکی جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلی حکومت کو کیوں اس طرح کا خط پاکستان بھیجنے کا خیال نہیں آیا۔ کیا انہیں اس بات کا ادراک تھا کہ طالبان پاکستان میں نہیں بلکہ افغانستان میں خود مختارانہ طور پر کارروائیاں کرتے ہیں اور یہاں ہر دلعزیز ہیں۔ تو اشرف غنی کیوں اس حقیقت سے چشم پوشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور اگر انہیں یقین ہے کہ وہ پاکستان میں ہیں جس پر ان کا بس نہیں چلتا۔ پھر غنی اتنے بہادر کیسے بنے کہ کسی ملک کو ایک مہینے کا الٹی میٹم دے اور عوام کے سامنے آکر بیان دے کہ ایک مہینے کے بعد افغانستان کی تقدیر تبدیل ہونے والی ہے۔

کیا یہ بات قابل توجہ نہیں؟

کہ اگر پاکستان غنی کے خط کا کوئی مثبت جواب نہ دے: تو اشرف غنی کا ردِ عمل کیا ہوگا؟

سوشل میڈیا پر سرگرم اشرف غنی کے دست راست ملحد اور مغرب نواز شخص مجید قرار جو طالبان، اسلام اور اسلامی شعائر کے خلاف ہمیشہ زہر اگلتا رہتا ہے، اور ان نفرت آمیز تحریروں کو مغربی میڈیا بھی کوریج دیتا ہے۔ مذکورہ شخص اس سے قبل کرزئی کیلئے کام کرتا تھا بعد میں کرزئی کے ساتھ تعلقات خراب ہونے پر کرزئی نے صدارتی محل کے دروازے اس کیلئے بند کر دیئے۔ شاید اس مرتبہ وہ صدارتی محل میں محفوظ راستے سے داخل ہوئے ہیں، اس لئے ہمیشہ اشرف غنی کی تعریفوں کے پل باندھنے لگتے ہیں۔ اپنی ایک تحریر میں اشرف غنی کی کامیابیوں کے تذکرے کے ساتھ اشرف غنی کا پاکستان کے بارے میں موقف کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

صدر اشرف غنی نے لندن کانفرنس میں امریکی وفد کے سامنے نواز شریف سے کہا کہ "اگر پاکستان نے لچک نہیں دکھائی تو ہم بلاتردّد اعلانیہ جنگ کا راستہ اختیار کریں گے۔ اس کے بعد نہ ایک دوسرے پر الزام تراشی ہوگی، نہ ایک دوسرے سے مدد کی اپیلیں اور نہ اقوام متحدہ سے مسئلے کے حل میں مدد طلب کی جائے گی۔ مختصر یکہ افغانستان، پاکستان مخالف عناصر کیلئے ایک محفوظ پناہ گاہ کی صورت اختیار کر جائے گا۔

معلوم ہوا کہ اگر پاکستان اشرف غنی کے خط کا مثبت جواب نہیں دیتا تو وہ اعلانیہ جنگ کے فارمولے پر عمل پیرا ہوں گے، اور وہ جنگ ان کے مطابق یہ ہوگی کہ اگر پاکستان کا کوئی مخالف سامنے آتا ہے، جیسے بلوچستان کے آزادی پسند بلوچ وغیرہ تو افغانستان میں ان کے قیام کا بندوبست ہوگا۔ لیکن نام نہاد مفکر کو علم نہیں کہ پاکستان کے یہ بلوچ، سردار داؤد یا اس سے قبل کسی نہ کسی شکل میں افغانستان میں آباد ہوئے ہیں۔ اگر مفکر صاحب اس قسم کے احمقانہ اقدامات کرتا رہا اور پاکستان کے ساتھ اعلانیہ جنگ اسی کو قرار دیتا رہا، تو میرا خیال ہے کہ افغان جنگ کا مسئلہ ایک ماہ کی بجائے ایک سال میں بھی حل ہونا نظر نہیں آتا۔

تم ہی تو غم ہمارا ہو

تحریر: عبداللہ

جلتے برما اور مرحوم اندلس میں مسلمانوں کے ساتھ ایک جیسا واقعہ ہی پیش آیا ہے۔ دربدری اور کس مپرسی۔ بے یار و مددگاری اور لاچاری۔ بے وطنی کا دکھ اور ملک بدری کا غم۔ تاریخ نے دماغ کی تہوں میں جنم لینے والے اس گمان کی پُرزور تردید کی ہے کہ "مختلف ممالک یا خطوں میں بسنے والی ایک نظریے کی قوم پرجب آفت کی ہوائیں چلتی ہیں، دکھوں کی برسات ہوتی ہے اور مصیبتوں کی سیاہ راتوں کا دورانیہ طویل ہو جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں مختلف خطوں میں آباد ہونے کی وجہ سے دردانگیز واقعات بھی قدرے مختلف ہوتے ہوں گے۔" لیکن یہ گمان غلط نکلا۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔

جب اندلس کی زمین کو صدیوں آباد کرنے والے طارق بن زیاد کے بیٹوں پر بُرا وقت پڑا تو انہیں زبردستی ملک بدر کیا گیا۔ انہیں بھوکا مارا گیا۔ ان کی عزتوں کے ساتھ مذاق کیا گیا۔ ان کے ناموس کو آوارہ مزاج لوگوں نے نوچ ڈالا۔ ان کے مکانات مسمار کر دیے گئے۔ ان کی تجارت پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ ان کے علمی کارناموں کو آگ لگائی گئی۔ انہیں جان لیوا سمندر میں بے آسرا چھوڑ دیا گیا۔ ان کی کشتیوں کو خاکستر کیا گیا۔ جس سے کشتیاں بھی جلیں، بادبان بھی جلے، پتوار بھی جلے، ملاح بھی جلے اور مسافر بھی جل گئے۔ آسمان نے فرڈی ننڈ کے اس ظلم کا نظارہ بڑے دکھ بھرے انداز میں کیا تھا۔ آج بھی کوئی تاریخِ اندلس کے عروج کے بعد زوال کے ان صحیفوں کی ورق گردانی کرتا ہے تو ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے نمکین پانی کے موٹے موٹے قطرے بہنا شروع ہو جاتے ہیں۔

ڈوبنے، جلنے اور کٹنے سے بچ جانے والے اندلسی مسلمانوں نے اس دردناک حالت کے بعد دعا کی تھی کہ "اے رب! آج کے بعد ہمیں یہ منظر نہ دکھانا۔ ہم نہ رہیں یا ہماری آنکھیں نہ رہیں۔" لیکن برما کی حالت دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ دعا مشروط طور پر قبول کی گئی تھی۔ اگر مسلمان دوبارہ ایک جسم کے مانند نہیں رہے، انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اور آپسی ذاتی مفادات کو اسلام کے نام پر لڑ کر حل کرنے لگے تو پھر وہی کچھ ہوگا، جو اندلس میں ہو چکا ہے۔ یقینا برما کے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے، اس ہونے میں زیادہ ہاتھ مسلمان ممالک کی اُس بے حسی کا ہے، جو انہیں برمیوں کی مدد کے لیے زبان بھی ہلانے سے روکے ہوئے ہے۔ دو ہزار بارہ، تیرہ، چودہ اور اب یہ پندرہ... اتنے سالوں سے ہمارے جسم کا برمی حصہ کیسے جل، سڑ اور کٹ رہا ہے، لیکن آسمان کے فرشتے بھی انگشت بدنداں ہیں کہ باقی عالم اسلام کو نیند کیسے آ جاتی ہے؟! برمیوں کے خشک گلے دیکھ کر باقیوں کے حلق سے پانی کیسے نیچے اُتر جاتا ہے؟! برمیوں کے کمر سے لگے پیٹ دیکھ کر باقی اہل اسلام کو ڈکار کیسے آ جاتے ہیں؟!

سوال یہ ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی پامالی کا ہمارے پاس کیا جواب ہے؟ کیا پورے عالم اسلام میں ایک ترکی ہی ایسا ہے، جسے محسوس ہوا ہے کہ برمی بھی انسان ہیں اور انسان ہونے کے بعد وہ مسلمان بھی ہیں۔ ان کی مدد کو ہاتھ بڑھانے چاہییں۔ ترکی کے علاوہ وہ ممالک، جو کہتے ہیں کہ ہم بھی مسلمان ہیں، ہمیں بھی اسلام کے لیے قربانی دینا آتی ہے، جب وقت آئے گا تو دنیا دیکھے گی کہ اسلام کی آب یاری اور تزئینِ گلستان کے لیے ہمارے خون کے تالاب بھی کام میں لائے گئے تھے، آج وہ کہاں ہیں؟ کیا انہیں معلوم ہوا ہے کہ جنوب مشرقی ایشیا میں برما نامی ایک ملک ہے، جہاں اُنہیں کے کلمہ گو کاٹے جا رہے ہیں؟ وہ بھوکوں مر رہے ہیں؟ وہ چاروں طرف سے پانی میں گھرے ہوئے ہیں، لیکن انہیں پانی کا ایک گھونٹ نصیب نہیں ہے؟

اے لوگو! امت محمد کی مدد کرو۔ تم کہاں ہو؟ سامنے کیوں نہیں آتے؟ ہمیں پانی پلا دو۔ ہمیں بھوک لگی ہے، ہمیں روٹی کے دو لقمے کھلا دو۔ ہمارے بچے بلک رہے ہیں، ہماری چھاتیاں سُوکھ گئی ہیں، ہمارے بچوں کو دودھ پلا دو۔ اے لوگو! کم از کم ہمیں انسان ہی سمجھ لو۔ اے لوگو! یقین کرو، ہم بھی امت محمد ہیں..... سسکیاں... آہیں... دکھ... غم... اور بالآخر موت!!! سمندر میں تیرتی امت محمد کی لاشیں۔ وہ اب مچھلیوں کی خوراک ہیں۔ انہیں مگرمچھ نوچ کھائیں گے۔ وہ بدھسٹوں سے بچ گئے تھے۔ اب انہیں کڑکتی دھوپ جلا کر راکھ بنا دے گی..... ہڈیاں... اور25ہزار ڈھانچے... اُس قوم کے... جو مدد نہ ملنے پر فنا ہو گئی۔ کسی آنکھ سے لہو ٹپکا، جنازہ اُٹھا اور نہ ہی قبر بنی.....

تحریر: سید سعید

[مئی 2015]

جنگی جرائم

یکم مئی 2015ء کو صوبہ زابل ضلع شاجوی کے علاقے باغتومیں فورسزنے چھاپے کے دوران ایک بے گناہ شخص[حاجی عبدالباری] کے پندرہ سالہ بیٹے کو حراست میں لیکرنامعلوم مقام پر منتقل کردیا۔

4مئی کوصوبہ ہرات ضلع شینڈنڈکے علاقے بارتخت میں پولیس کی فائرنگ سے ایک خاتون شہیداوراس کاشوہرزخمی ہوا۔

4مئی کوصوبہ فاریاب ضلع المارمیں دیوانہ خانہ کے مقام پرطالبان سے جھڑپ کے بعدفورسزکے راکٹ حملے میں چاربچوں سمیت پانچ افرادزخمی ہوگئے۔

5مئی کوصوبہ فراہ ضلع بالابلوک کے شوراب گاوں میں حکومتی فورسزکے حملے میں ایک گھرتباہ اورایک معصوم بچہ شہیدہوا۔

7مئی کوصوبہ پروان ضلع بگرام کے علاقے گجرخیل میں قابض افواج نے نمازیوں پراندھادھندفائرنگ کردی جس کے نتیجے میں ایک شخص شدیدذخمی ہوا،مقامی لوگوں نے اس واقعہ کے خلاف کاپیسا،پروان قومی شاہراہ پراحتجاج کیااورامریکہ کے خلاف شدیدنعرہ بازی کرکے واقعہ کی مذمت کی۔

9مئی کوصوبہ ہرات ضلع شینڈنڈکے بازارمیں فورسزنے ایک عام شخص کوشہیدکردیا،اس واقعہ کے اگلے روزعوام نے احتجاجی مظاہرہ کیااور قاتل کی گرفتاری اور قرارواقعی سزادینے کامطالبہ کیا۔

10 مئی کوجارحیت پسندوں نے افغان فورسزسے ملکرصوبہ ننگرہارضلع خوژیانو کے علاقے خیرمنی اورژوری میں آپریشن کے دوران ملک نقیب اللہ سمیت دوخواتین کوشہیدکردیااوردرجنوں لوگوں کوحراست میں لیا،مکینوں نے بتایاکہ ان کے گھروں سے تلاشی لینے کے دوران قیمتی اشیاء بھی چرا کرلے گئے۔

13مئی کوصوبہ لغمان ضلع قرغی کے امیرکے مقام پرقابض افواج کے فضائی حملے میں دوافرادشہیداورایک شخص زخمی ہوا۔

14مئی کوصوبہ بدخشان ضلع جرم کے آس پاس پولیس نے فائرنگ کرکے ایک شخص شہیدکردیا۔

14مئی کوصوبہ غزنی کے ضلع شلگرکے لوگوں نے میڈیاکے نمائندوں کوبتایاکہ حکومتی حامی ملیشیاکے اہلکاروں نے چودہ گاوں کے لوگوں کوعلاقہ چھوڑنے پرمجبورکردیاگیاہے،ان کے مطابق ان کے گھروں پرچھاپے مارے جاتے ہیں اوربلاجوازلوگوں کوحراست میں لیاجاتاہے۔

مقامی لوگوں نے شکایت کی کہ گزشتہ چنددنوں کے دوران کلی شہبازسے 17،افراد،کلی خزسے 18افراد،کلی مرادی سے 16، افراد،کلی اتل سے 14، افراد،کلی غولہ سے 11 افراد،کلی میداووال سے 12 افراد،کلی دبلہ سے 10 افراد،کلی عاقل سے 10 افراد،کلی گلوسے 14افراد،کلی خوشحال سے 9، افراد،کلی روستم سے 12 افراد،کلی منارسے 13افراد اورکلی نظرسے 18افرادکوحراست میں لیاگیا۔

بقیہ: صفحہ نمبر25پرملاحظہ فرمائیں

افغانستان

مئی 2015 میں

نوٹ !اس تحریر میں صرف ان واقعات اور نقصانات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جس کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ مگر سچے حقائق کیا ہیں الامارہ اور دیگر ویب سائٹوں پر تفصیل سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

مئی 2015 کا مہینہ بھی دیگر مہینوں کی طرح فتوحات سے بھرپور رہا۔ عزم آپریشن پوری کامیابی سے جاری رہا اور ان کارروائیوں کے نتیجے میں دشمن کے بہت سے چھوٹے بڑے مراکز مسلسل حملوں کی زد پر رہے۔

اس مہینے میں ایک جانب دشمن کو شدید مشکلات کا سامنا رہا تو دوسری طرف عین اور غین (ڈاکٹر عبداللہ اور اشرف غنی) کی مشترکہ انتظامیہ میں اختلافات اپنے عروج پر انتہائی خطرناک مراحل میں رہے۔ خفیہ غلاموں کے بہت سے تعلقات سامنے آگئے ہیں۔ اب دشمن مزید ان تعلقات کو خفیہ نہیں رکھ سکتا۔ ان سب کے متعلق تفصیل ذیل میں ملاحظہ کریں۔

جارحیت پسندوں کو پہنچنے والے نقصانات:

مجاہدین کی کارروائیوں کی تفصیل واضح کرتی ہے کہ مئی 2015 کے دوران ان کی کارروائیوں اور حملوں میں 20 سے زیادہ جارح فوجی ہلاک ہوگئے۔ مگر مکار اور جھوٹے دشمن نے حسب عادت ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ان نقصانات کے متعلق آنکھیں بند رکھیں اور صرف ایک فوجی کی ہلاکت کا اعتراف کیا ہے۔ اس طرح 2015 کے دوران ہلاک ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد 3 اور جنگ کے آغاز سے اب تک ہلاک ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد 3488 ہوگئی ہے۔ ان میں سے 2385 امریکی اور بقیہ 453 فوجی برطانوی ہیں۔

ایک اور رپورٹ کے مطابق 20068 امریکی جارحیت پسند افغانستان کی جنگ میں زخمی ہوگئے اور اس میں ان کے وہ فوجی بھی شامل ہیں جن کے جسم کے بعض حصے مکمل طور پر کٹ کر ختم ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ 1592 جارحیت پسند جو مزدور فوجی کے نام سے جانے جاتے ہیں اور امریکی فوج میں ان کی باقاعدہ ڈیوٹی نہیں ہوتی اس جنگ میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ مذکورہ رپورٹ کے مطابق افغانستان کی جنگ پر اب تک امریکا کے 7.792 ارب ڈالر کی لاگت آئی ہے۔

یاد رہے ان ہلاک، زخمی اور معذور ہونے والوں کی حقیقی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے جس کا دشمن نے خود اعتراف کیا ہے۔

دشمن کے مالی نقصانات:

افغانستان کی جنگ نہ صرف جانی نقصانات بلکہ مالی نقصانات کے حوالے سے بھی دشمن کے لیے خطرناک ترین جنگ تھی۔ اس جنگ میں دشمن کو ہر ماہ کروڑوں ڈالر کا مالی نقصان پہنچ رہا تھا۔ اگرچہ اب تک ان کے تمام نقصانات کی صحیح تحقیقی اعداد و شمار نہیں ہوئے مگر ایسا کوئی دن نہیں گذرتا جس میں دشمن کا کوئی مسلح اور مضبوط اڈہ تباہی کا شکار نہیں ہوتا۔ اور درجنوں ٹینک، وسائل نقل و حمل اور عسکری آلات تباہ نہ ہوتے ہوں۔ یہاں گذشتہ ماہ کے دوران دشمن کے طیارے گرانے کی چند مثالیں نمونے کے طور پر پیش کریں گے۔ تاکہ لوگوں کو دشمن کے نقصانات کا صحیح اندازہ ہوسکے۔

17 مئی کو بروز اتوار دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر کابل کے ضلع خاک جبار میں گر گیا۔ اس سے قبل یعنی 7 مئی کو بروز جمعرات مجاہدین نے غزنی کے ضلع دہ یک میں ایک ہیلی کاپٹر گرادیا۔ اس کے بعد 10 مئی بروز ہفتہ اس صوبہ کے ضلع ناوہ میں ایک اور ہیلی کاپٹر گرادیا گیا۔ ان دونوں واقعات میں ہیلی کاپٹر میں سوار تمام افراد ہلاک ہوگئے۔

19 مئی برو منگل دشمن کا ایک اور ہیلی کاپٹر جوزجان ضلع مردیان میں مجاہدین کی جانب سے نشانہ بنا کر گرادیا گیا۔ اس جنگ کے دوران دشمن کے 4 ٹینک بھی تباہ

ہوگئے اور 22 فوجی بھی ہلاک ہوگئے۔ اس کے بعد پیر 18 مئی کو جارحیت پسندوں کا ایک اور ڈرون طیارہ صوبہ خوست اور ضلع صبریو کے درمیان گر کر تباہ ہوگیا۔ اس طرح کا ایک اور واقعہ 31 مئی کو پروان ضلع صافی میں پیش آیا جس میں ہیلی کاپٹر گرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

اس طرح اس ماہ کے دوران دشمن کے 4 ہیلی کاپٹر اور ایک ڈرون طیارہ مجاہدین کے حملے میں گر کر تباہ ہوگیا۔

نیشنل آرمی کی فوجیوں کے نقصانات:

نیشنل آرمی کی مادی اور روحانی کمزوری ایک جانب، مجاہدین کے کارروائیوں کی وسعت نے ان کے نقصانات کا گراف اور بھی بلند کردیا ہے۔ 15 مئی کو بروز منگل ناٹو جارحیت پسندوں نے ایک رپورٹ میں گذشتہ چھ ماہ میں مزدور فوج کی صفوں میں نقصانات کے 70 فیصد اضافے کی خبر دی۔

مذکورہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ صرف گذشتہ ساڑھے تین ماہ میں کم از کم 1500 فوجی ہلاک ہوچکے ہیں۔ حالانکہ اسی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ رواں سال ہلاک ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد 3000 ہے۔

نیشنل آرمی کے نقصانات کا احاطہ یہاں ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کچھ نقصانات کے ذکر پر اکتفا کریں گے۔

2 مئی بروز ہفتہ فراہ ضلع پشترود میں صوبائی سیکیورٹی افسر ہلاک ہوگیا۔ 15 مئی کو صوبہ پکتیا کا ایک سیشن کورٹ سربراہ کابل میں اور اس کے اگلے روز جوزجان سیشن کورٹ کا ایک جج اس صوبہ کے مرکز شبرغان میں ہلاک ہوگیا۔

18 مئی کو بلند ضلع نادعلی کا ضلعی گورنر غزنی میں ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد 23 مئی کو دشمن کے صف میں موجود ایک مجاہد نے صوبہ قندوز میں 5 اربکیوں کو قتل کرڈالا۔ اسی روز ایک اور دھماکے میں اروزگان ضلع چارچینو کا ضلعی گورنر بھی ہلاک ہوگیا

24 مئی بروز ہفتہ غزنی ضلع قرہ باغ میں اربکیوں کا ایک مشہور کمانڈر ہلاک ہوگیا۔ اسی روز لوگر میں اربکیوں کا ایک کمانڈر اپنے دو محافظوں سمیت ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد 27 مئی بروز بدھ تخار کے ضلع اشکمش کا ضلعی گورنر اور 30 مئی کو بادغیس میں نام نہاد مصالحتی شوری کا ایک رکن ہلاک ہوگیا۔

عزم آپریشن:

عزم کے نام سے شروع ہونے والا آپریشن مجاہدین کی جانب سے انتہائی قوت اور مضبوط عزم کے ساتھ جاری ہے۔ مسلسل کامیابیوں نے دشمن کو سخت پریشانی کا شکار کردیا ہے۔

ان کارروائیوں کی پوری تفصیل کا ذکر یہاں ممکن نہیں ہے اس لیے محض چند خبروں پر نظر دوڑائیں گے۔

دارالحکومت کابل سے آغاز کریں گے۔ کہ مئی کے مہینے کے دوران مجاہدین کی جانب سے بھاری اور شدید حملے کیے گئے۔ 4 مئی بروز پیر دارالامان کے علاقے میں اٹارنی جنرلز کی بس پر حملہ ہوا جس میں کئی اٹارنی جنرلز ہلاک ہوگئے۔ 10 مئی بروز اتوار ایک بار پھر کابل کے چھٹے زون کے مضافات میں اٹارنی جنرلز کی ایک اور بس پر اسی نوعیت کا حملہ ہوا جس میں 18 اٹارنی جنرلز ہلاک اور 7 زخمی ہوگئے۔

19 مئی بروز منگل ایک شدید حملے سے وزارت عدلیہ کا دفتر لرز اٹھا جس کی وجہ سے اس وزارت کے ملازمین اور افسران کو بھاری جانی نقصان پہنچا۔ مجاہدین نے اٹارنی جنرلز اور ججوں پر ہونے والے حملوں کو طالبان قیدیوں پر ہونے والے مظالم کا انتقام قرار دیا۔ 13 مئی بروز بدھ کابل انصاری چوک پر وہ ہوٹل جسے خارجی فوجی اور ان کے جاسوس استعمال کرتے آرہے تھے مجاہدین کے شدید حملے کا شکار ہوگیا جس میں جارح فوجیوں اور افغان آرمی کے کل 14 اہلکار ہلاک اور درجنوں زخمی ہوگئے۔

17 مئی بروز اتوار کو کابل شہر میں ایک بار پھر فرودگاہ کے قریب جارحیت پسندوں پر مجاہدین کے شدید حملے ہوئے۔ جس میں 7 جارح فوجی ہلاک اور 5 زخمی ہوگئے۔ اسی طرح 27 مئی بروز منگل کابل شہر کے وزیر اکبر خان علاقے میں خارجی جارحیت پسندوں کے گیسٹ ہاوس پر ہلاکت خیز حملے ہوئے اور اس میں درجنوں جارحیت پسند ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

اس کے بعد 2 مئی کو ذرائع ابلاغ پر بدخشان ضلع وردوج کے 13 اضلاع کی فتح کی خبر نشر ہوگئی۔ اسی روز قندوز میں کابل انتظامیہ کی جانب سے کامیاب کارروائیوں کا دعوی کیا گیا مگر قندوز کے گورنر چند لمحے بعد علاقے کے لوگوں سے مطالبہ کیا کہ یہاں سے نکل جائیں۔ جس سے دشمن کی مکمل شکست اور کمزوری کا پتہ چلتا ہے۔

اس خبر کے اگلے روز مجاہدین نے قندوز کے قریب بغلان میں دشمن کے دو اڈوں پر قبضہ کیا جہاں موجود فوجی یا تو ہلاک ہوگئے یا فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ اسی طرح 16 مئی بروز ہفتہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اس صوبے میں ایک اور کیمپ پر قبضہ کیا۔

30 مئی کو مجاہدین نے مرکزی بغلان پر بڑا حملہ کیا جس میں 3 پوسٹیں فتح ہوگئیں اور اربکیوں کا ایک کمانڈر 8 ساتھیوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

ملک کے مغربی حصے سے بھی مجاہدین کی کامیابیوں کی بہت سی خبریں مل رہی ہیں۔ 5 مئی کو فراہ میں کابل انتظامیہ کے حکام نے اعتراف کیا کہ حالیہ دنوں میں ان کے خلاف امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے حملے بڑھ گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے حکومت کو بھاری جانی ومالی نقصانات پہنچے ہیں۔ 10 مئی بروز ہفتہ ضلع بادغیس ضلع جند کے فتح کی خبریں بھی نشر ہوئیں۔

ان تمام کامیابیوں کے ساتھ ساتھ 12 مئی بروز منگل ہرات ضلع شینڈنڈ میں طالبان نے گروپ حملے کیے جو درجنوں حکومتی فوجی اہلکاروں کی ہلاکت کے ساتھ ختم ہوَ۔ 14 مئی بروز بدھ مجاہدین پہلے صوبہ غور ضلع چارسدہ کے دروازے تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے اور پھر دشمن کی طاقت کا خاتمہ کرکے اس ضلع کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

مشرق اور جنوب کے مجاہدین بھی دشمن کو شکست دینے میں ناکام نہیں ہیں۔ ہمیشہ ایک نئے انداز سے عوام کے دلوں پر مرہم رکھنے کی کوشش کی۔ 10 مئی کو قندہار میں کوئک رسپانس فورس کے ایک دستے پر مجاہدین نے حملہ کیا جس میں اس دستے کے درجنوں فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ اسی روز ننگرہار ضلع خوگیانو مِں دو امریکیوں سمیت کئی اربکیوں کو ہلاک کیا گیا۔

13 مئی بروز بدھ ہلمند کے صوبائی سیکرٹریٹ کی عمارت پر بڑا حملہ کیا گیا اور دشمن کے 30 اہلکار ہلاک ہوگئے۔ 22 مئی بروز جمعہ خاص اروزگان کے مجاہدین نے 10 چیک پوسٹیں اپنے قبضے میں لے لیں۔ اور جنگ کے دوران کم از کم 40 فوجی مجاہدین کی صفوں میں مل گئے۔

عزم کے نام سے اس کامیاب آپریشن کے سلسلے میں 24 مئی بروز اتوار مجاہدین نے ہلمند ضلع سنگین کے سیکیورٹی چیک پوسٹوں پر حملہ کردیا جس میں بہت سے فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

اس کے اگلے روز اٹارنی جنرل آفس اور صوبائی شوری (اسمبلی) کی عمارتوں پر مجاہدین کی جانب سے بڑے حملے ہوئے جس میں کم از کم 4 فوجی ہلاک اور 60 زخمی ہوگئے۔

مئی کی آخری کارروائی 31 مئی بروز اتوار شام کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی جانب سے ننگرہار کے پولیس ہیڈکوارٹر میں ہوئی۔ جس میں دونوں فریقین کی جانب سے پانچ گھنٹے تک جنگ جاری رہی اور ہیڈکوارٹر میں موجود 16 خارجی اور داخلی افسران ہلاک 32 زخمی ہوگئے۔

مرکزی صوبوں میں بھی عزم آپریشن کی کامیاب کارروائیاں جاری رہیں۔ 16 مئی بروز جمعرات پروان ضلع بگرام میں جارحیت پسندوں کے ایک ٹینکپر حملہ ہوا جس میں 4 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

16 مئی بروز ہفتہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے کابل انتظامیہ کے مضبوط ترین صوبے پنجشیر پر حملہ کیا درہ عبداللہ خیل میں ایک اڈے پر قبضہ کردیا۔ اسی روز مجاہدین نے بغلان کے مرکز میں بھی ایک اڈے پر اپنا پرچم لہرادیا۔

20 مئی بروز بدھ خارجی جارحیت پسند ایک بار پھر مجاہدین کے گھات حملے کا شکار ہوگئے۔ اس حملے میں 6 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔ 26 مئی کو ضلع خوگیانو مجاہدین کے قبضے میں آگیا۔ خوست ضلع موسی خیلو کا شدید محاصرہ کیا گیا۔

ان کارروائیوں کے بعد امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے 26 مئی بروز منگل ہلمند ضلع نوزاد اور پکتیکا ضع وازہ خوا پر آپریشن کا آغاز کردیا جس کے نتیجے میں نوزاد میں 27 اور وازہ خوا میں 12 سرحدی پولیس ہلاک ہوگئے۔ بغلان میں بھی اعداد وشمار اس کے قریب قریب رہے۔

چونکہ مجاہدین کی کارروائیاں وسیع پیمانے پر پھیل رہی ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ کسی میدان میں بھی ان کی پیش رفت سے کوئی آنکھ بند کرکے انکار نہیں کرسکتا۔ اس لیے دشمن بھی مجاہدین کی کامیابی کا اعتراف کرتا ہے۔ اور کبھی کبھی حقائق سے پردہ اٹھاتا ہے۔

23 مئی بروز بدھ نام نہاد عوامی جرگہ میں سرپل کے لوگوں نے اعتراف کیا کہ اس صوبے کے علاقے کوہستانات میں کم از کم 80 فیصد علاقہ طالبان کے زیر قبضہ آگیا۔

اس سے قبل 4 مئی بروز پیر کابل انتظامیہ کے چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر عبداللہ نے کابینہ کے عمومی اجلاس میں کہا کہ طالبان کی کارروائیوں زیادہ پریشان کن ہیں۔

6 مئی بروز بدھ کابل سے شائع ہونے والے اخبار سرنوشت نے لکھا ہے کہ ہلمند کے ضلع سنگین اور مارجہ میں مجاہدین کی شدید کارروائیوں نے افغان آرمی کو بھاگنے پر مجبور کردیا ہے۔ 8 مئی بروز جمعہ انتظامیہ کے سیکیورٹی حکام نے اعتراف کیا کہ غزنی ضلع ناوہ میں 9 سال سے طالبان حاکم رہے۔ انہوں نے دعوہ کیا کہ اس بار یہ ضلع جو طالبان کے لیے رسد فراہمی کا اہم راستہ تھا طالبان کے قبضے سے چھڑالیا ہے مگر زیادہ

عرصہ نہیں گذرا تھا کہ طالبان پھر سے اس علاقے پر حاکم ہو گئے اور کابل انتظامیہ نے اعلان کیا کہ یہ ضلع ایک غیر اہم انتظامی علاقہ ہے۔

اس کے علاوہ 16 مئی کو بغلان کی صوبائی شوری اور پارلیمنٹ میں اس صوبہ کے نمائندے نے جرگے میں اعتراف کیا کہ پولیس بلاکسی مزاحمت کے اپنے اڈے خالی کر کے فرار ہو گئی۔

ملک کی موجودہ برے سیاسی اور سیکیورٹی حالات نے دشمن کو اتنا مایوس کر دیا ہے کہ 26 مئی کو اشرف غنی نے بھی اعتراف کیا کہ عوام کا اس کی حکومت پر اعتماد نہیں رہا۔ اور خیال ظاہر کیا کہ آئندہ پانچ سال بھی انہیں مشکلات میں گذریں گے اور کوئی کامیابی انہیں حاصل نہ ہو گی۔

اشرف غنی کے اعتراف کے اگلے روز کابل انتظامیہ کی وزیر داخلہ نے ایک کانفرنس کے دوران مجاہدین کے حملوں میں اضافے کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے مختلف حصوں میں روزانہ سینکڑوں حملے ان پر ہوتے ہیں۔ انہوں نے غیر رسمی طور پر مجاہدین کے حملوں کے مقابلے میں اپنی فوج کی کمزوری کا واضح اعتراف کیا۔

مجاہدین کی صفوں میں شمولیت:

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اپنی عسکری اور سیاسی کارروائیوں کے ساتھ اس کوشش میں ہے کہ ان دھوکہ کھائے ہوئے لوگوں تک حقائق پہنچائے جائیں جو دشمن کے پروپیگنڈے اور تزویراتی چالوں میں آکر مجاہدین اور عوام کے خلاف دشمن کی صف میں کھڑے ہیں۔ اسی مقصد کی خاطر جلب وجذب کمیشن کا تعین کیا گیا ہے اور بہت عرصے سے برروئے کار ہے۔ اس کمیشن نے اب تک بہت بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اور دشمن کے سول اور عسکری اداروں سے سینکڑوں کارکنوں اور ملازمین کو حقائق سے خبردار کر کے دشمن کی صف سے الگ کر کے مجاہدین سے ملادیا گیا ہے۔

2 مئی بروز ہفتہ غزنی ضلع انڈر کے اربکیوں نے اعلان کیا کہ وہ کابل انتظامیہ سے الگ ہو کر مجاہدین سے ملنے کو تیار ہیں۔ مگر اس بات کی ضمانت چاہتے ہیں کہ ہتھیار ڈالنے کے بعد گذشتہ زندگی کے جرائم کے متعلق ان کے خلاف عدالتی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

28 مئی بروز بدھ ذرائع ابلاغ نے قندوز ضلع چاردرہ کے مضافات میں 71 فوجیوں کی مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی خبر نشر کی۔ اس کے علاوہ صوبہ غور کے ضلع دولینہ اور شہرک میں 270 مسلح فوجی مجاہدین سے مل گئے۔ اس کے علاوہ اسی روز اروزگان کے صوبائی حکام نے اعتراف کیا کہ خاص اروزگان میں اربکیوں کے ایک 37 افراد پر مشتمل گروپ نے ایک طویل جنگ کے بعد طالبان کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔

اس ماہ میں مجموعی طور پر 679 افراد دشمن کی صفوں سے الگ ہو کر مجاہدین سے مل گئے ہیں۔ اس خبر کی مزید جزئیات، ہتھیار ڈالنے والے لوگوں کے نام، پتے اور دیگر معلومات امارت اسلامیہ اور جلب وجذب کمیشن کی ویب سائٹس پر دیکھی جاسکتی ہیں۔

ملت فروشی کا اعتراف:

11 ستمبر کے حادثے کے بعد شمالی اتحاد کے بدنام زمانہ لوگوں نے ملت فروشی کا دھندہ پورے زور وشور سے شروع کر دیا۔ بالآخر بون کانفرنس میں چند کھوٹے سکوں کے بدلے یہ ملک صلیبیوں کو فروخت کر دیا گیا۔ ملت فروشی کا یہ دھندہ اگرچہ دن دیہاڑے ہوا مگر پھر بھی لوگ اس عمل کو طرح طرح کے عنوانات دینے لگے۔ تاکہ اپنے شیطانی اعمال دشمن سے محفوظ کر سکیں۔ مگر آج ملت فروشی کے اعترافات کھل کر سامنے آگئے۔

بالآخر کٹھ پتلیوں نے اپنے آقاوں پر ایک معاہدے کے تحت ملک کی زمین اور فضا بیچ دی۔

6 مئی بروز بدھ سابق کمیونسٹ رہنما حنیف اتمر نے دوسری بار ملت فروشی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ اسے ملت فروشی کے بدلے 12 ارب کروڑ ڈالر ملے ہیں کابل انتظامیہ کے سربراہ کے سیکیورٹی مشیر نے جرگے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ سیکیورٹی اداروں آرمی، پولیس اور اربکیوں کے اہلکاروں کی کل تعداد 3 لاکھ 52 ہزار ہے۔ سالانہ 4900 ملین ڈالر کی انہیں ضرورت ہے۔ ان میں سے 4200 ملین ڈالر امریکا ملت فروشی {سیکیورٹی معاہدے} کے تحت دیتا ہے اور بقیہ 700 ملین ڈالر وہ صلیبی ممالک دیتے ہیں جنہوں نے حنیف اتمر سے ملک کے خریدتے وقت سودا میں حصہ لیا تھا۔

حالانکہ کابل انتظامیہ سے الگ ہونے والے فوجیوں نے کہا ہے کہ اشرف غنی کی انتظامیہ کے بعد انہیں اب تک تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں۔ اس کے علاوہ اخبارات میں بھی اس طرح کی بہت سی تصاویر شائع ہوئی ہیں کہ جس میں دکھایا گیا ہے افغان

آرمی کے فوجی گھاس کھانے پر مجبور ہیں کیوں کہ حکومت کے پاس انہیں کھلانے کے لیے کھانا نہیں ہے۔ مئی کے مہینے میں بدخشان کا وہ حادثہ بھی گذرا ہے جب دشمن تیل نہ ہونے کی وجہ سے درجنوں وسائل نقل و حمل چھوڑ کر فرار ہو گیا۔

جنگی قیدیوں کی خلاصی :

جس قدر پورے ملک میں کارروائیوں کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے اور دن بدن کارروائیاں رہی ہیں امارت اسلامیہ کے پاس افغان آرمی کے گرفتار شدہ فوجیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اور پھر اپنی باری پر شرعی احکامات اور عدالتوں کے فیصلوں کے مطابق ان قیدیوں کے متعلق کارروائی کی جاتی ہے۔

امارت اسلامیہ کبھی کبھی ایسا بھی کرتی ہے کہ قیدیوں میں سے وہ لوگ جو اپنے کیے پر نادم ہو جاتے ہیں اور پھر آرمی میں شمولیت اختیار نہ کرنے کی پختہ ضمانت دے دیتے ہیں اپنی جہادی سیاست مطابق امارت اسلامیہ انہیں رہائی دے دیتی ہے۔ اس سلسلے میں یکم مئی بروز جمعہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے قندوز میں 28 ایسے اربکیوں کو جو کورتیپی کی جنگ میں گرفتار ہو گئے تھے رہا کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس جنگ میں کل 55 فوجی گرفتار ہو گئے تھے۔

دشمن کی صفوں میں مجاہدین کا نفوذ :

دشمن کی صفوں میں مجاہدین کے گھسنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ مئی کے مہینے میں بھی اس طرز کی بہت سی کارروائیاں ہوئیں۔

25 بروز پیر دشمن کی صفوں میں موجود مجاہدین قندہار ضلع میوند میں ایک پوسٹ میں موجود 8 فوجیوں کو ہلاک کر کے فرار میں کامیاب ہو گئے۔

اس سے قبل 23 مئی کو بھی ایک مجاہد قندوز میں ایک 5 اربکیوں کو ہلاک کر اپنے ساتھیوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

عوامی نقصانات:

اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی جانب سے عوامی نقصانات اور عوام کو اذیتیں دینے، تکلیفیں پہنچانے کا سلسلہ اس ماہ کے دوران بھی اسی طرح جاری رہا۔ 15 مئی بروز منگل آرمی کی جانب سے فائر کیے گئے مارٹر گولے صوبہ فراہ ضلع بالا بلوک میں ایک گھر پر گر پڑے جس میں ایک بچہ ہلاک اور گھر کے بقیہ افراد شدید زخمی ہو گئے۔

اسی روز لغمان میں صوبائی شوری {اسمبلی} کے دو ارکان کے بیچ جنگ میں 3 افراد ہلاک 5 زخمی ہو گئے۔ اس واقعے کے اگلے روز جارحیت پسندوں نے بگرام میں نمازیوں پر فائرنگ کر دی جس میں بہت سے افراد زخمی ہو گئے جن میں سے کچھ کی حالت تشویشناک ہے۔

10 مئی کو فراہ میں ایک بار پھر عوامی نقصانات ہوئے۔ اس بار افغان آرمی کے طیاروں نے ضلع فراہ رود میں عام لوگوں کو نشانہ بنایا جن میں سے 3 افراد شہید اور 7 زخمی ہو گئے۔

17 مئی بروز اتوار صوبہ قندہار کی پولیس نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ اس کے اگلے روز وردگ ضلع سید آباد میں جارحیت پسندوں کے ٹینک بارودی سرنگ پر آنے سے تباہ ہو گئے اور اس میں موجود تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔ اس علاقے میں ہونے والی بمباری سے علاقے کے عام لوگ شہید ہو گئے۔

اس حوالے سے تفصیلی معلومات آپ الامارہ کی ویب سائٹ پر "عوامی نقصانات" کے پیج پر دیکھ سکتے ہیں۔

> مئی میں شائع ہونے والی ایک اور خبر میں بتایا گیا کہ ان سابق فوجیوں کو جو کابل انتظامیہ کے تحت لڑتے رہے اور معذور ہو گئے ہیں اب گلی کوچوں میں بھیک مانگنے پر مجبور ہیں کابل انتظامیہ نے ان کی کوئی مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس طرح انہوں نے واضح کر دیا کہ کسی خدمات یا ہاتھ پاوں اور جسم کی ان کے ہاں کیا حیثیت ہے۔
>
> نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق پولیس اور فوج کی صفوں میں معذوروں کی تعداد 130000 تک پہنچ چکی ہے۔ جن میں سے 40 ہزار وہ ہیں جن کے جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور الگ ہو چکا ہے۔

میدان سیاست میں:

الحمد للہ امارت اسلامیہ کو نہ صرف عسکری میدان میں نمایاں کامیابی ملی ہے بلکہ وسیع سیاسی سرگرمیوں سے دشمن کو دائمی فکر اور پریشانیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔

4 مئی بروز اتوار کو پگواش کینیڈین انجمن کی جانب سے قطر میں صلح اور ثبات کے عنوان سے ایک دو روزہ سیمینار منعقد کیا گیا جس میں امارت اسلامیہ نے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ اگرچہ اس سیمینار کا اصل مقصد معلوم نہ ہو سکا مگر اللہ تعالی نے سیمینار کے فوائد مجاہدین کے حق میں کر کے دشمن کا فریب ناکام کر دیا۔ اس کانفرنس میں مختلف موضوعات پر بحث کی گئی۔ کانفرنس کے بعد بہت سے ایسے

لوگ جو امارت اسلامیہ سے مخالفت رکھتے تھے کانفرنس میں امارت اسلامیہ کا موقف سننے اور حقائق جاننے کے بعد جب ملک کو لوٹے تو امارت اسلامیہ کی حقانیت کا اعتراف کیا۔

اس کے بعد امارت اسلامیہ کے ایک سیاسی وفد نے 19 مئی بروز منگل ایران کا دورہ کیا۔ یہ دورہ ایران اور امارت اسلامیہ کے درمیان بات چیت اور موقف کے تبادلے کے لیے کیا گیا۔ جس سے کابل انتظامیہ اور ان کے پس پردہ منتظمین کو بہت تکلیف ہوئی۔

بالمثل معاملے کی خبرداری:

کابل انتظامیہ اور ان کے مغربی آقا ایک جانب قانون اور انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں اور دوسری جانب مجاہدین قیدیوں پر وحشیانہ مظالم ڈھاتے ہیں۔ کبھی یہ سلسلہ مجاہدین کے قتل اور ان کاونٹر تک بھی پہنچ جاتا ہے۔

20 مئی کو صوبہ غور ضلع چارسدہ کے حکام نے چھ قیدی مجاہدین کو شہید کر دیا۔ اس کے علاوہ انٹرنیٹ پر لوگوں نے افغان آرمی کے اہلکاروں کی وہ ویڈیو بھی دیکھی جس میں قیدیوں پر فائرنگ کر کے شہید کیا جاتا ہے اور پھر اعتراف کیا جاتا ہے کہ 200 راونڈ فائر کیے گئے۔

امارت اسلامیہ نے اس حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے کہ اگر دشمن اس طرح کے غیر اصولی اقدامات سے باز نہ آیا تو وہ بھی اپنا ردعمل ظاہر کر کے ان کی وحشتوں کا جواب دے دیں گے۔ پھر کوئی بھی انسانی حقوق کے دعویدار انسانی حقوق کی شکایت کے حق دار نہ ہوں گے۔

کابل انتظامیہ کے خلاف عوامی نفرت اور رد عمل :

عوامی قتل، اداروں میں لوگوں سے برا سلوک، امارت اسلامیہ کی حقانیت سے لوگوں کی واقفیت، داخلی اور بیرونی دشمنوں کے خلاف عوامی نفرت کے باعث لوگ موقع کی تلاش میں رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اپنا ردعمل دکھادیں۔ اس سلسلے میں 13 مئی کو غزنی کے آب بند میں رندی خیلو قوم نے اربکیوں کے خلاف عوامی بغاوت کر کے انہیں اپنے خطے سے نکال دیا کیوں کہ وہ ان کے اغواء برائے تاوان اور لوٹ مار میں ملوث تھے۔

25 مئی کو قندوز کے لوگوں نے وہاں موجود مسلح لوگوں کے ناروا سلوک کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اور کہا کہ غیر ذمہ دار مسلح افراد بڑے حکومتی افراد اور حکام کی حمایت سے گھروں میں لوٹ مار کرتے ہیں۔

قیدیوں کا تبادلہ :

مئی میں ان قیدیوں کا تبادلہ بھی ہوا جن کی بے گناہی کا اعتراف دوست اور دشمن نے کیا، 11 مئی کو کابل انتظامیہ نے مجبور ہو کر 19 گرفتار شدہ افراد کے بدلے 28 قیدیوں کو رہا کر دیا جو سب کے سب خواتین اور بچے تھے۔ اشرف غنی نے اعتراف کیا کہ یہ سب خواتین اور بچے تھے۔ حالانکہ کابل انتظامیہ تبادلے کے آخری وقت تک اس بات سے انکاری رہی کہ ان کی قید میں خواتین اور بچے بھی ہیں۔

امارت اسلامیہ نے پہلے بھی بار بار کابل انتظامیہ کی جیلوں میں خواتین اور بچوں کی موجودگی کے بارے میں بتایا ہے مگر اس کا ہمیشہ انکار کیا جاتا رہا۔

سیکیورٹی معاہدے کی ایک اور خلاف ورزی:

کابل کی نئی انتظامیہ کا پہلا کام امریکا کے ساتھ معاہدے پر دستخط تھے۔ بظاہر اس معاہدے کی بناء پر یہاں 9800 امریکیوں کو رہنے کی اجازت تھی اور یہ کہ وہ افغان حکام کی اجازت کے بغیر کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ مگر گذشتہ چند مہینوں میں اس طرح کے درجنوں واقعات ہوئے جس میں جارحیت پسندوں نے باقاعدہ کارروائی کی۔ بمباریاں کیں، بے گناہ لوگوں کو گرفتار کیا اور ان پر مظالم ڈھائے۔

3 مئی بروز اتوار انہوں نے ایک بار پھر معاہدے کی خلاف ورزی کی اور معلوم ہوا کہ امریکیوں کی اس مذکورہ بالا تعداد کے علاوہ بلیک واٹر کے 40000 اہلکار بھی افغانستان میں رہ رہے ہیں جن کی ڈیوٹی جاسوسی اور بے افغانوں کا قتل عام ہے۔

معاہدے کے مطابق امریکی فوجیوں کے علاوہ دیگر ممالک کے بھی 2200 فوجی افغانستان میں رہیں گے۔

دشمن کا پروپیگنڈا:

دشمن نے اپنی عادت کے مطابق سیاسی اور عسکری میدان میں اپنی مسلسل ناکامی کے بعد ایک بار پھر مجاہدین کے خلاف اپنے پروپیگنڈے کو شدت دی ہے۔ 12 مئی کو اشرف غنی نے اعلان کیا کہ بادغیس ضلع جند جو چند دنوں سے طالبان کے قبضے میں تھا اب کابل انتظامیہ نے پھر سے اس پر اپنا قبضہ مستحکم کر دیا ہے۔ مگر اس کے ایک روز بعد ذرائع ابلاغ پر اس ضلع میں طالبان کی موجودگی اور وہاں کنٹرول کی خبر دی۔

9 مئی کو دشمن نے دعوی کیا کہ غزنی ضلع ناد علی جو 9 سالوں سے مجاہدین کا بہترین مرکز تھا طالبان کے قبضے سے چھڑا لیا ہے اس کے بعد طالبان یہاں قبضہ نہیں

کر سکیں گے۔ مگر دو روز بعد انہوں نے خود کہا کہ وہ اس ضلع کو اسلیے چھوڑ رہے ہیں کیوں یہاں قبضہ بر قرار رکھنا ان کے لیے کوئی ضروری نہیں۔

صلح مگر تلواروں کے سائے میں :

کابل انتظامیہ نے مجاہدین کے ساتھ کامیاب مذاکرات کا دعوی کیا۔ مگر زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ اشرف غنی نے خود ہی مجاہدین سے جنگ کی خبر دی۔ شمالی علاقوں میں ہونے والی حالیہ کارروائیوں نے دشمن کے حواس چھین لیے ہیں اس لیے وہ الٹے سیدھے دعوے کرتے پھرتے ہیں۔

نئے جاسوسوں کا انکشاف:

جہاد کے آغاز سے اب تک مجاہدین پر کابل انتظامیہ کی جانب سے غیروں کے غلام اور غیروں کے جاسوس ہونے کا الزام لگایا جاتا تھا۔ مگر وقت گذرنے کے ساتھ 18 مئی بروز پیر کابل انتظامیہ کی جانب سے پاکستان کے انٹیلی جنس ادارے کے ساتھ ہونے والے مفاہمتی معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ جس کے مطابق وہ پاکستان سے اپنے خفیہ معلومات شریک کریں گے اور پاکستان افغانستان کے انٹیلی جنس ادارے کے ملازمین کو تنخواہیں دے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ حکومت کے بہت سے اہلکار اور حکام، سیکیورٹی اداروں کے افسران پڑوسی ملک کے انٹیلی جنس ادارے جاسوس تھے۔

ان معاہدوں نے ثابت کر دیا کہ کابل انتظامیہ صلیبی اتحادیوں کے ساتھ ساتھ پڑوسی ملک کا مزدور اور جاسوس بھی تھا۔ مگر انتہائی ڈھٹائی سے اس کا الزام مجاہدین پر لگاتے رہے۔ اور سالہاسال سے عوام کو اس حقیقت سے بے خبر رکھا۔

افغان آرمی کی حیثیت اور ان کی خدمات کا صلہ:

افغانستان پر جارحیت کے بعد کچھ وطن فروشوں نے اپنا ایمان، عزت اور عفت چند ڈالروں کے عوض جارحیت پسندوں کو فروخت کر دیا۔ جن میں کچھ وہ لوگ تھے جو ترجمان تھے۔ افغانوں پر مظالم میں ان کا ہمیشہ سے حصہ رہا ہے۔ مگر جارح ممالک نے باوجود اس کے کہ ان لوگوں کی مشکلات اور ان کو درپیش خطرات کی انہیں خوب خبر تھی پھر بھی انہیں اپنے ساتھ لے جانے یا ان کی پریشانیوں کا کوئی حل تلاش کرنے میں ان کی کوئی مدد نہیں۔

19 مئی کو ذرائع ابلاغ نے خبر دی کہ ڈنمارک نے ان ترجمانوں کو پناہ دینے سے معذرت کی جن کی خدمات کا استعمال جنگ کے محاذوں پر سالہاسال تک انہوں نے کیا۔ اس کے ساتھ ہی ان کرایے کے قاتلوں اور مزدوروں کو ان کی اوقات یاد دلا دیں۔

مئی میں شائع ہونے والی ایک اور خبر میں بتایا گیا کہ ان سابق فوجیوں کو جو کابل انتظامیہ کے تحت لڑتے رہے اور معذور ہو گئے ہیں اب گلی کوچوں میں بھیک مانگنے پر مجبور ہیں کابل انتظامیہ نے ان کی کوئی مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس طرح انہوں نے واضح کر دیا کہ کسی خدمات یا ہاتھ پاوں اور جسم کی ان کے ہاں کیا حیثیت ہے۔

نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق پولیس اور فوج کی صفوں میں معذوروں کی تعداد 130000 تک پہنچ چکی ہے۔ جن میں سے 40 ہزار وہ ہیں جن کے جس کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور الگ ہو چکا ہے۔

دشمن کی صفوں میں اختلافات:

کابل انتظامیہ میں اختلافات اپنے عروج پر ہیں۔ 21 مئی بروز جمعرات پڑوسی ملک کی غلامی کی زنجیر بھی اپنے گلے میں ڈالنے کے بعد سیکیورٹی اداروں کے سربراہ کے اپنے مشیر کے ساتھ چند اختلافات ہوئے جس کے بعد نوبت ہاتھاپائی اور مارپیٹ تک جا پہنچی۔ واقعہ کے اگلے روز مشیر نے الزام لگایا سیکیورٹی سربراہ نے ان کے قتل کی کوشش کی۔

اس تفاہم نامے پر دستخط کے بعد 23 مئی کو کابل سے شائع ہونے والے اخبار سرنوشت نے لکھا کہ کئی سالوں سے کابل سیکیورٹی ادارے کا انٹرنیٹ سسٹم پڑوسی ملک سے منسلک ادارے کے پاس ہے۔ اسی روز کابل جرگے نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس تفاہم نامے کا متن تصویب کے لیے جرگے کو پیش کیا جائے۔ مگر کابل انتظامیہ نے یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا۔

عسکری میدان میں بھی اس ادارے کے افراد اور ارکان کے درمیان اختلافات موجود ہیں۔ مثال کے طور پر فاریاب ضلع پشتون کوٹ میں اربکیوں اور پولیس کے درمیان 25 مئی کو لڑائی ہوئی۔ جس میں دونوں جانب سے بہت سے مسلح افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

شعبان المعظم کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	اجیرتوں کے مقتولین	اجیرتوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	91	2	0	0	155	84	52	4	3	0
-2	ہلمند	163	1	0	0	399	172	75	22	29	1
-3	غزنی	113	1	0	0	182	153	52	6	19	1
-4	خوست	82	0	0	0	130	103	49	14	29	0
-5	نورستان	20	0	0	0	38	35	10	3	11	0
-6	میدان وردگ	16	0	0	0	31	18	4	0	1	0
-7	کونڑ	37	0	0	0	86	46	17	1	9	0
-8	پکتیکا	21	0	0	0	37	21	5	0	1	0
-9	زابل	16	0	0	0	62	45	0	5	17	0
-10	لوگر	27	0	0	0	39	39	16	2	5	0
-11	کاپیسا	125	0	0	0	95	74	14	4	7	0
-12	روزگان	39	1	0	0	103	166	11	5	5	1
-13	پکتیا	30	0	0	0	89	28	26	0	1	0
-14	فراہ	82	0	0	0	122	89	30	5	9	0
-15	کابل	29	1	0	0	43	24	27	1	0	1
-16	ننگرہار	128	0	0	0	121	80	22	0	4	0
-17	لغمان	49	0	0	0	62	22	16	2	3	0
-18	ہرات	3	0	0	0	4	6	0	0	0	0
-19	نیمروز	39	0	0	0	67	36	20	5	5	0
-20	بادغیس	23	0	0	0	51	32	13	0	0	0
-21	قندوز	38	0	0	0	135	100	29	12	20	0
-22	بغلان	127	0	3	4	186	130	26	4	15	0
-23	فاریاب	39	0	0	0	93	80	6	2	7	0
-24	غور	25	0	0	0	71	53	15	2	6	0
-25	پروان	26	0	10	0	22	13	21	2	0	0
-26	تخار	13	0	0	0	27	24	3	0	0	0
-27	سمنگان	6	0	0	0	14	13	0	1	1	0
-28	بدخشان	17	0	0	0	105	67	4	5	15	0
-29	بامیان	4	0	0	0	28	6	2	1	0	0
-30	بلخ	11	0	0	0	26	18	6	0	0	0
-31	جوزجان	8	0	0	0	27	5	5	0	0	0
-32	دائی کنڈی	11	0	0	0	17	11	7	1	2	0
-33	سرپل	8	0	0	0	10	6	4	0	0	0
-34	پنج شیر	1	0	0	0	1	2	0	0	0	0
	مجموعہ	**1467**	**6**	**13**	**4**	**2678**	**1801**	**587**	**109**	**224**	**4**

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- قندہار میں ایک ہیلی کاپٹر 2- جوزجان میں ایک ہیلی کاپٹر 3- پروان میں ایک طیارہ

1-207

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

4th Year July 2015

رمضان المبارک کے دن ، شدید گرمیاں
اور فتوحات کے فیصلہ کن معرکوں میں
سرگرم عمل امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو
اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ادارہ ماہنامہ شریعت